صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 03 اگست 2016ء بمطابق 29 شوال 1437 ہجری بوقت تین بجکر پچاس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، جناب اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

وَإِن يَمۡسَسۡكَ ٱللَّهُ بِضُرࣲّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَۖ وَإِن يُرِدۡكَ بِخَيۡرࣲ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهِۦۚ يُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنۡ عِبَادِهِۦۚ وَهُوَ ٱلۡغَفُورُ ٱلرَّحِيمُ ○ قُلۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكُمۡۖ فَمَنِ ٱهۡتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهۡتَدِي لِنَفۡسِهِۦۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَاۖ وَمَآ أَنَا۠ عَلَيۡكُم بِوَكِيلࣲ ○ وَٱتَّبِعۡ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيۡكَ وَٱصۡبِرۡ حَتَّىٰ يَحۡكُمَ ٱللَّهُۚ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلۡحَـٰكِمِينَ۔

(ترجمہ): اور اگر خدا تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنی چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فائدہ پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو کہ لوگو تمہارے پروردگار کے ہاں سے تمہارے پاس حق آ چکا ہے تو جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو ہدایت سے اپنے ہی حق میں بھلائی کرتا ہے۔ اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور میں تمہارا وکیل نہیں ہوں اور (اے پیغمبر) تم کو جو حکم بھیجا جاتا ہے اس کی پیروی کئے جاؤ اور (تکلیفوں پر) صبر کرو یہاں تک کہ خدا فیصلہ کر دے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ یہ چھٹی کی درخواستیں آئی ہیں: انور حیات خان، ملک ریاض خان، الحاج صالح محمد خان، اعزاز الملک افکاری، شوکت علی یوسفزئی،

سید محمد علی شاہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دو منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی کاؤنٹ کرلیں، آپ پلیز سیٹ پہ بیٹھ جائیں پلیز، پلیز اپنی سیٹ پہ بیٹھ جائیں، پلیز اپنی سیٹ پہ بیٹھ جائیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا ہے۔ اچھا، انور حیات خان 3 اگست، ملک ریاض 3 تا 5 اگست، الحاج صالح محمد 3 اگست، اعزاز الملک افکاری، شوکت یوسفزئی، شہرام خان ترکئی، گوہر نواز خان، سلیم خان، راجہ فیصل زمان، نوابزادہ ولی محمد، شاہ حسین، سید گل، منظور ہیں جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

مسند نشین حضرات کی نامزدگی

Mr. Speaker: Item No. 03, in pursuance of sub-rule (1) of rule 14 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, I, hereby nominate the following Members, in order of priority, to form a ‘Panel of Chairmen’ for the current session:-

1. Sradar Muhammad Idrees;
2. Mr. Sultan Muhammad Khan;
3. Syed Jafar Shah; and
4. Madam Uzma Khan.

عرضداشتوں کے بارے میں کمیٹی کی تشکیل

Mr. Speaker: Item No. 4: In pursuance of rule 116 of the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, I hereby constitute a Committee on Petitions comprising the following Members under the Chairpersonship of Dr. Mehr Taj Roghani, honourable Deputy Speaker:

1. Sardar Muhammad Idrees;
2. Mr. Fazal Shakoor Khan;
3. Madam Aamna Sardar;
4. Madam Naseem Hayat;
5. Mr. Fakhr-e-Azam Wazir; and
6. Madam Meraj Humayun.

توجہ دلاؤ نوٹس

Mr. Speaker: 'Call Attention Notices': Item No. 8, Mr. Fakhr-e-Azam Wazir.

جناب فخراعظم وزیر: جناب سپیکر صاحب! شکریہ۔ میں جناب وزیر برائے محکمہ قانون کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ اٹھارہویں ترمیم سے پہلے آرٹیکل 129 کے مطابق گورنر صوبے کا چیف ایگزیکٹیو ہوا کرتا تھا لیکن اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ اختیارات صوبائی حکومت یعنی وزیر اعلیٰ اور وزراء کو دیئے گئے۔ چونکہ رولزآف بزنس اٹھارہویں ترمیم سے پہلے کے بنے ہوئے ہیں تو اسلئے صوبائی حکومت نے ابھی تک رولزآف بزنس میں ترامیم نہیں کیں اور حکومت کو اٹھارہویں ترمیم سے پہلے رولزآف بزنس کے مطابق چلایا جارہا ہے جو کہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے اسلئے سارا نظام غلط اور غیر آئینی طریقے سے چلایا جارہا ہے۔

جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا لیکن یہ ایک آئینی اور ایک قانونی مسئلہ ہے اور اس کی خاطر میں سارے ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں، خاص طور پر میڈیا کے صاحبان کی بھی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے اور پورے صوبے کے انتظامی امور کا مسئلہ ہے اور پورے صوبے کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر صاحب! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ 1973ء کا آئین ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اس قوم کو دیا جو کہ ایک اسلامی اور جمہوری آئین تھا، اس میں مختلف قسم کے آرٹیکلز بھی دیئے ہیں اور سارا نظام اس ملک کا 1973ء کے آئین کے مطابق چلایا جارہا ہے، گو کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس آئین میں ترامیم بھی کی گئیں، سر! میں ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں سر! میں ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، ایک منٹ، چونکہ یہ بہت Sensitive issue ہے اور Constitutional issue ہے، میں اپنے منسٹرز صاحبان کو ریکویسٹ کروں گا کہ باقاعدہ اس کو سنیں اور اس کے بارے میں جو بھی ان کے Comments ہیں، پلیز!۔۔۔۔

جناب فخر اعظم وزیر: تو گو کہ 1973ء کے آئین میں وقت کے ساتھ ساتھ ترامیم کی گئی ہیں لیکن پھر بھی یہ ملک اسی 1973ء کے آئین کے مطابق چلایا جا رہا ہے۔ اس کا ایک آرٹیکل جو ہے، یہ سر 1973ء کا آئین ہے اور یہ بنیادی 1973ء کے آئین کی کتاب ہے، اس میں آرٹیکل 129 کہتا ہے:

"**Exercise** of e**xecutive authority of the Province.-** The executive authority of the Province shall vest in the Governor and shall be exercised by him, either directly or through officer subordinate to him, in accordance with the Constitution".

یعنی آرٹیکل 129 یہ کہتا ہے کہ صوبے کا گورنر آپ کا چیف ایگزیکٹیو ہے اور آپ کے جو سیکرٹریز ہیں، وہ بھی آپ کے چیف ایگزیکٹیو ہیں اور اس کے بعد اسی آرٹیکل کے مطابق، اسی آرٹیکل کے موافق آپ کے رولز آف بزنس بنائے گئے جن کو پھر NWFP Government Rules of Business, 1985 کہتے ہیں، یہ آرٹیکل 129 کے مطابق بنائے گئے ہیں اور یہ پورا صوبہ اس رولز آف بزنس کے مطابق چلایا جا رہا ہے، 1985 کے بعد بہت سی حکومتیں آئیں اور گئیں لیکن کسی نے بھی صوبائی خود مختاری یا جمہوری نظام کو Empower بنانے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی لیکن جب 2008 میں پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی تو انہوں نے 2010 میں سابق صدر آصف علی زرداری کے کہنے پر قومی اسمبلی سے اٹھارہویں ترمیم پاس کروائی حالانکہ آصف علی زرداری کو لوگوں نے کہا کہ آپ اپنی پاور وزیراعظم کو دے رہے ہیں اور گورنر کی پاور آپ وزیراعلیٰ کو دے رہے ہیں، کل کو شاید یہ آپ کی بات نہ مانیں تو کیا ہوگا؟ تو آصف علی زرداری کے یہ الفاظ تھے کہ یہ میرے پاس ایک امانت تھی جو کہ میں جمہوری نظام کو دے رہا ہوں، اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم پاس ہو گئی، 2010 میں اٹھارہویں ترمیم پاس ہونے کے بعد یہی آرٹیکل پھر کیا کہتا ہے:

"**129.** (1) Subject to the Constitution, the executive authority of the Province shall be exercised in the name of the Governor by the Provincial Government, consisting of the Chief Minister and Provincial Ministers, which shall act through the Chief Minister.

(2) In the performance of his functions under the Constitution, the Chief Minister may act either directly or through the Provincial Ministers".

یعنی کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہی آرٹیکل 129 نے ایگزیکٹیو کی پاورز وزیراعلیٰ کو دے دیں اور وزراء کو دے دیں، اب صوبے کو جو 1985 کے رولز آف بزنس کے مطابق چلایا جا رہا ہے جس میں

آپ کا گورنر چیف ایگزیکٹیو ہے، آپ کے جو سیکرٹریز ہیں، وہ چیف ایگزیکٹیو ہیں اور دوسری طرف آئین نے وزیر اعلیٰ اور آپ کے صوبائی وزراء کو Empower قرار دیا، Sir! Once again, I want your attention Sir, once again, please Sir، یعنی کہ 2010 سے جتنے بھی اقدامات ہوئے ہیں، 2010 سے جتنے بھی اقدامات اب تک ہوئے ہیں یا جو ریفارمز ہوئی ہیں یا جو فیصلے ہوئے ہیں، وہ سب غیر آئینی اور غیر قانونی ہیں کیونکہ رولز آف بزنس کے مطابق آپ کا چیف ایگزیکٹیو گورنر ہے اور سیکرٹریز ہیں اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد آپ کا وزیر اعلیٰ آپ کا چیف ایگزیکٹیو ہے اور آپ کے وزراء بھی چیف ایگزیکٹیو ہیں، تو جناب سپیکر صاحب! یہ صوبہ غیر آئینی طریقے سے چلایا جارہا ہے، مجھے تو یہ خدشہ ہے کہ کہیں کوئی سپریم کورٹ میں اس بات کو چیلنج نہ کرے کہ 2010 سے لیکر آج تک جتنے فیصلے ہوئے ہیں، وہ آئین کے موافق نہیں ہیں اور ایسا نہ ہو کہ کل سپریم کورٹ کا فیصلہ آجائے کہ 2010 سے لیکر آج تک جتنے بھی فیصلے ہوئے ہیں، وہ غیر آئینی اور غیر قانونی ہیں۔ تو جناب سپیکر صاحب! میری آپ سے التجاء ہے اور پوری ہاؤس سے التجا ہے کہ جمہوریت کی خاطر، اس صوبے کی خاطر اور اس صوبے کی تبدیلی کی خاطر اٹھارہویں ترمیم کے 129 آرٹیکل کے تحت رولز آف بزنس بناد یجئے تاکہ آپ کا وزیر اعلیٰ، آپ کے وزراء Empower ہوں، وہ لوگوں کو کچھ دیں، وہ لوگوں کو Deliver کر سکیں، لوگوں کے ساتھ جو وعدے ہوئے ہیں، وہ ان کو پورا کر سکیں کیونکہ جب ان کے پاس چیف ایگزیکٹیو کے پاور آئیں گے تو وہ سب کچھ عوام کیلئے کر سکیں گے۔ تو جناب سپیکر صاحب! میری آپ سے التجاء ہے کہ آپ اس کو لاء ریفارمز کمیٹی کے حوالے کر دیں کیونکہ یہ صوبے کے مستقبل کا مسئلہ ہے اور چونکہ آپ لاء ریفارمز کمیٹی کے چیئرمین ہیں اور اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور پورے ہاؤس کا آپ پر اعتماد ہے تو آپ کو یہ التجاء ہے، پورے ہاؤس کو یہ التجاء ہے کہ اس کو آپ لاء ریفارمز کمیٹی کے حوالے کر دیں تاکہ صحیح معنوں میں پاورز وزیر اعلیٰ اور وزراء کے پاس آجائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر پلیز، لاء منسٹر۔

جناب امتیاز شاہد (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس یقیناً انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور یہ درست ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد رولز آف بزنس میں ترامیم نہیں کی گئیں، بہر حال پھر بھی صوبے کے معاملات آئینی طریقے سے چلائے جارہے تھے اور اب بھی چلائے جارہے ہیں تاہم رولز آف

بزنس میں کچھ ترامیم کی ضرورت ہے تو میں بھی یہ Recommend کرتا ہوں کہ ایک سلیکٹ کمیٹی اس کیلئے تشکیل دی جائے اور باقاعدہ اس پر ہم کام کر سکیں۔

جناب سپیکر: لاء ریفارمز کمیٹی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی۔

جناب سپیکر: اوکے، میں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں، Is it the desire of the House۔۔۔۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جی، چیف منسٹر صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ: یہ بہت Important matter ہے تو میرے خیال میں اگر کمیٹی آپ بنائیں تو اس میں اپوزیشن پارلیمانی لیڈرز ڈالیں، گورنمنٹ کے ڈالیں، یہ بہت Important matter ہے تاکہ ہم سب ملکر اس کا کوئی راستہ نکالیں، میں خود بھی اس کو Attend کرونگا۔

جناب سپیکر: جی، آپ خود بیٹھنا چاہتے ہیں اس میں؟

جناب وزیر اعلیٰ: جی۔

جناب سپیکر: تو پھر ہم اس کو سلیکٹ کمیٹی، کیا سیکرٹری صاحب، سپیشل سیکرٹری اور چیف منسٹر، سپیشل کمیٹی بنائیں گے اور چیف منسٹر صاحب اس کو ہیڈ کریں گے اور تمام پارلیمانی پارٹیوں کے جو ہیڈز ہیں، وہ اس کمیٹی کا حصہ بنیں گے اور Definitely movers بھی ہونگے اور اس میں زرین گل صاحب کو بھی ہم ڈالیں گے کیونکہ اس کے اوپر اس کا بھی وہ ہے، ٹھیک ہے جی۔ Is it the desire of the House that call attention notice may be referred to the Special Committee?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it.

ہنگامی مسودہ قانون بابت گلیات ڈیویلپمنٹ اتھارٹی مجریہ 2016 کے استرداد کیلئے قرارداد

Mr. Speaker: Item No. 09, Madam Aamna Sardar.

Madam Aamna Sardar: Thank you Mr. Speaker. The Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa resolved that the Galiyat Development Authority Ordinance, 2016 (Khyber Pakhtunkhwa Ordinance No. VII of 2016) may be disapproved.

جناب سپیکر صاحب! میں آپ کی توجہ چاہونگی، بات شروع کروں گی میں 16 اپریل 2015 سے، اسی فلور پر مجھے منسٹر بلدیات، عنایت اللہ صاحب نے ایشورنس دی تھی، میں انہی کے الفاظ آپ کے

سامنے پیش کرنا چاہونگی۔ میرا اصرار تھا، میں نے کہا تھا کہ اس فورم پر میں یقین دہانی چاہتی ہوں، وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کی اونرشپ ہونی چاہیئے، اونرشپ پرائیویٹ پارٹیز کو نہ دی جائے، تو منسٹر صاحب نے مجھے جواب دیا، “I assure, I assure this House, I assure her and I assure this House” کہ میری موجودگی میں حکومت کی پراپرٹی کسی پرائیویٹ آدمی کے ہاتھ میں نہیں جائے گی، یہ بات ہوسکتی ہے کہ Government entity کے اندر کمیونٹی کو Involve کیا جائے، ان کو نمائندگی دی جائے، بورڈ آف ڈائریکٹرز کے اندر ان کو نمائندگی دی جائے، یہ بالکل ہوسکتا ہے، یہ حکومتی لاء کے اندر موجود ہوتا ہے لیکن حکومتی Assets میں، ان کو میں ایشورنس دیتا ہوں کہ It will not go into private hands لیکن معذرت کے ساتھ میرے ہاتھ میں جو آرڈیننس ہے It is a total disaster، یہ گیارہ رکنی ایک کارپوریشن جو بنائی جارہی ہے، اس میں گیارہ لوگ شامل ہیں، کمیٹی کے جو بورڈ آف ڈائریکٹرز ہیں، ان میں سے سات لوگ پرائیویٹ ہیں جناب سپیکر! اور چار لوگ آفیشلز ہیں۔ اب مجھے بتایا جائے کہ یہ کیسے گورنمنٹ اس کو Own کرسکتی ہے اور انہی Seven لوگوں میں سے ہی Chairperson nominate ہوگا اور چیئرپرسن کے اختیارات اتنے ہیں کہ خدارا اس کو کھول کر دیکھ لیجئے، سارے پڑھ لیجئے کہ کتنے اختیارات ہیں؟ لکھا ہوا ہے کہ ایگزیکٹیو کے جو اختیارات ہیں، چاہے وہ ایگزیکٹیو کے ہیں یا وہ کمیٹی کے ہیں، وہ پورے کے پورے لاگو ہوجائیں گے، تو، یعنی One man show کی بات ہورہی ہے۔ اس کی پھر میں بات کرونگی جناب سپیکر صاحب! اس میں ایک ڈائریکٹر جنرل صاحب کا ذکر ہے اور وہ بیس گریڈ کا ایک آفیسر ہوگا، بیس گریڈ آفیسر کی اپنی جگہ ایک بڑی حیثیت ہوتی ہے، ایک اہمیت ہوتی ہے اور یہاں پر ڈائریکٹر جنرل کا اگر میں دیکھوں کہ کیا کام ان کے سپرد کئے گئے ہیں، تو وہ ایک کلریکل سٹاف والے کام ان کو دیئے گئے ہیں، میٹنگ کرنا، میٹنگ منٹس کا ریکارڈ رکھنا، یہ بھی ڈائریکٹر جنرل کرے گا، یعنی مجھے بتایا جائے کہ یہاں پر گورنمنٹ کہاں چلی گئی ہے؟ ہاں میں اس بل کی اسلئے خلاف ہوں، یہاں اس میں کسی علاقے، کسی سٹیک ہولڈر کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ہے، کسی Notable کو، کسی معززین کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ہے، کسی Public representative کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ہے، ہمیں تو چھوڑیں سردار ادریس صاحب میرے بھائی بیٹھے ہیں یہاں پر، اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا کسی جگہ پر کوئی نام نہیں ہے، کوئی کردار ہمیں نظر نہیں آرہا۔ تو جناب سپیکر صاحب! میں تو

اس بات پر حیران ہوں، میں اس کو بھرپور اور پر زور آپ سے میری ریکویسٹ ہے، میری پوری اپوزیشن کو ریکویسٹ ہے کہ اس کو Disapprove کیا جائے کیونکہ بہت زیادہ اس پر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر لوکل گورنمنٹ، عنایت خان!

سردار محمد ادریس: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی سردار ادریس صاحب، سردار ادریس صاحب۔

سردار محمد ادریس: جناب سپیکر! محترمہ آمنہ سردار صاحبہ نے جو بات آپ کے سامنے رکھی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو گیارہ رکنی کمیٹی ہے، اس میں سات پرائیویٹ ممبرز ہیں اور I have been assured کہ اس میں دوسرے علاقے کے جو لوگ ہیں، جو سٹیک ہولڈرز ہیں، ان کو بھی اس میں Accommodate کیا جائے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک سہولت کیلئے، ایک چھوٹے سے کام کیلئے وہ کیس ریفر ہوتے تھے اور یہاں پر سیکرٹری کے پاس اور مختلف ڈیپارٹمنٹس سے اور پھر وہاں سے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے اور ان کو مختلف پراسیس سے گزر کر ان کو Approval لینا پڑتی تھی اور ایک چھوٹے سے مسئلے کیلئے، ایک کیبن کیلئے ایک سپیشل میٹنگ اور پھر یہاں پر ایک لمبا پراسیس تھا، اختیارات کو Devolve کیا گیا وہاں پر لوکل سطح پر، اور لوکل ایم پی اے اس بورڈ آف اتھارٹی کا کوئی بھی ہو، آج میں ہونگا، کل کوئی دوسرا ہوگا، He will be the member of the Board of Authority اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سہولت کیلئے اور پھر یہاں پر جو بھی انکم جنریٹ ہو گی، That will be utilized on the development of local area، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی کوشش ہے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ اسی GDA کے تحت وہاں پر مختلف، جس طرح نتھیا گلی ہے، نتھیا گلی اور چھانگلہ گلی کے بعد اور اس کے بعد وہاں پر کوئی ٹاؤن پلاننگ نہیں ہوئی ہے، وہاں پر ایک ٹاؤن پلاننگ ہو رہی ہے، وہاں پر چھوٹے چھوٹے ٹاؤنز بنیں گے سو پچاس گھروں کے اور اس پیسے کو Locally لوگوں پر، اور وہاں پر روزگار کے نئے مواقع پیدا ہونگے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی کوشش ہے We appreciate it لیکن اس میں I have been given assurance کہ وہاں پر Local representative جو سات پرائیویٹ ممبرز ہیں، وہاں پر لوکل لوگ بھی اس کے اندر شامل ہونگے، ایسی بات نہیں ہے کہ لوکل لوگوں کو بالکل Ignore کر کے باہر سے لوگ جائیں گے لیکن ایک پروفیشنل ٹیم ہو گی، وہاں پر انوائرمنٹ کا الگ ایکسپرٹ ہو گا، وہاں پر فارسٹری کا الگ ہو گا، Similarly دوسرے

مختلف Experts اس کے اندر شامل ہونگے تاکہ ہم بہتر طریقے سے صرف یہ نہیں کہ پرانے وہ گھسے پٹے طریقے پر آپ گلیات کو چلاتے رہیں۔۔۔۔۔

محترمہ آمنہ سردار: جناب سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: وہ اس کا چونکہ لوکل ایم پی اے ہے، اس کا Response آنا ضروری تھا۔

سردار محمد ادریس: اور کیونکہ یہ آرڈیننس آیا ہے، میں اس سلسلے میں، چیف منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں، میری ایک گزارش ہے، میری ایک گزارش ہے۔۔۔۔

محترمہ آمنہ سردار: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ کو موقع دیں گے، یہ منسٹر صاحب بولیں گے، اس کے بعد آپ بولیں گی۔

سردار محمد ادریس: میری ایک گزارش ہے، میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہماری بہن اگر اس کے اندر کوئی امنڈمنٹ لانا چاہتی ہیں، میں خود بھی چاہوں گا کہ چیف منسٹر صاحب اناؤنس کریں کہ ہم اس میں اگر کوئی ترمیم لانا چاہیں جو ان لوگوں اور علاقوں کے بہتری کیلئے ہو تو اس کو بیٹھ کر میرے خیال میں ڈسکس کیا جا سکتا ہے لیکن یہ کہ بالکل اس کو Disapprove کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں، میں نلوٹھا صاحب کو ایک دو منٹ دیتا ہوں، نلوٹھا صاحب مقامی ایم پی اے ہیں اور وہ۔۔۔۔۔۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ چونکہ میرا بھی اسی ایریا سے تعلق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت جب بھی یا اپوزیشن کوئی بل لائے، کوئی آرڈیننس لائے تو وہ عوام کے فلاح و بہبود کیلئے ہونا چاہیئے لیکن جناب سپیکر صاحب! سردار ادریس صاحب اس حلقے سے ایم پی اے ہیں، کل جو ایبٹ آباد میں سینتیس یونین کونسلوں کے ناظمین، نائب ناظمین اور کونسلرز حضرات نے پریس کانفرنس کی ہے، اس کارپوریشن کے حوالے سے انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ آرڈیننس نافذ کیا گیا تو ہم یہ احتجاج ایبٹ آباد تک اور پورے صوبے تک پھیلائیں گے، ہم اس کارپوریشن کو نہیں مانتے، سردار ادریس صاحب جو بات یہاں پر کر رہے ہیں، یہ انہیں وہاں پر گلیات میں جا کر کرنی چاہیئے اور اپنے ان لوگوں کو مطمئن کرنا چاہیئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر صاحب! جس طرح آمنہ سردار صاحبہ نے کہا کہ منسٹر صاحب نے فلور پر، ہمیں یاد ہے کہ انہیں یقین دلایا تھا کہ اس میں کوئی پرائیویٹ ممبر نہیں ہوگا لیکن آج یہ جو بل یہاں پر آیا ہے، اس میں سات پرائیویٹ ممبرز ہیں اور اس میں مجھے جو خدشہ

ہے، اس میں تحریک انصاف کی کور کمیٹی کے لوگ زیادہ ہونگے اور خود عمران خان صاحب بھی اور صوبائی حکومت بھی کرپشن ختم کرنا چاہتی ہے، کرپشن کے خلاف ہے تو اگر خدانخواستہ زمین کی خرید و فروخت کی ذمہ داری اس کارپوریشن کے ممبران کی ہوگی اور بالخصوص جو چیئرمین ہوگا، وہ ان پرائیویٹ ممبران میں سے ایک بندہ چیئرمین ہوگا، اس کے پاس سارے اختیارات ہونگے کہ وہ سرکل لورا سے، گلیات سے، بکوٹ سے جہاں سے چاہیں گے اس گلیات ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کیلئے زمین خرید سکیں گے اور بیچنے کے بھی ان کے پاس اختیارات ہونگے، لوگوں کو اپوائنٹ کرنے کے بھی اختیارات ان کے پاس ہونگے، چاہے وہ پنجاب سے کرتے ہیں، چاہے وہ پشاور سے کرتے ہیں، جہاں سے کرتے ہیں، ان کے پاس اختیارات ہونگے اور ٹرانسفر کے بھی اختیارات ان کے پاس ہونگے۔ میری یہ رائے ہے کہ اس آرڈیننس کو فی الحال مؤخر کیا جائے اور اس کو باہمی مشاورت کے ساتھ ان لوگوں کی مشاورت کے ساتھ چاہے وہ ان کے نمائندے سردار ادریس صاحب ہیں، آمنہ سردار صاحبہ ہیں اور وہاں سے اسی حلقے سے سینیٹر صاحب ہیں، اسی حلقے سے ڈپٹی سپیکر صاحب ہیں اور ہم سب لوگوں کو بٹھا کر اگر ان لوگوں کو اعتماد میں لیکر ہم اس آرڈیننس کو Reconsider کرلیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کیلئے بھی بہتر ہوگا اور ان لوگوں کیلئے بھی بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب، کال اٹینشن پر ڈسکشن نہیں ہوتی لیکن میں نے کہا کہ Awareness کیلئے چاہیئے، اس کے بعد منسٹر صاحب۔

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب! ایک تو میں اس حوالے سے بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل جس طرح اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا ہے، وہ میرے خیال میں پانچ بجے مجھے اطلاع دی گئی ہے اور وہ بھی ڈسٹرکٹ مینجمنٹ کی طرف سے، باقی اکثریتی ممبران ایسے ہیں کہ جن کو کوئی اطلاع نہیں ملی اس اجلاس کے حوالے سے، آپس میں ایم پی ایز نے ایک دوسرے کو جو بتایا ہے کہ کل اجلاس ہے ورنہ باقاعدہ طور پر کسی کو اطلاع نہیں ملی اور دوسری بات یہ ہے جناب سپیکر! کہ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ آپ اتنے شارٹ نوٹس پہ اجلاس بلائیں، کم از کم دو تین دن گیپ ہونا چاہیئے، دور دراز علاقوں سے ہمارے ایم پی ایز آتے ہیں اور انکی اپنی جو وہاں پہ مصروفیات ہوتی ہیں، اس حوالے سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک سنجیدگی ہونی چاہیئے، پھر بھی ممبران کا شکر گزار ہوں کہ باوجود اسکے کہ اتنے شارٹ نوٹس پہ بلایا گیا اور تب بھی انہوں نے ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے کہ وہ آج یہاں پہ اسمبلی

میں موجود ہیں، جو ہمارا شکوہ اس اجلاس بلانے کے حوالے سے ہے، میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی غیر سنجیدگی اس میں کی گئی ہے اور یہ نہیں ہونا چاہیئے بالکل۔ دوسری بات یہ ہے کہ آمنہ سردار صاحبہ نے جو Disagree کیا ہے اس پورے کارپوریشن سے، تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اسکی تائید کرتا ہوں، بنیادی بات یہ ہے کہ سپیکر صاحب! یہاں پہ ہم نے بہت ساری کیں، اس سے پہلے PEDO بن چکی تھی اور ان کے تمام ممبران نے استعفے دے دیئے اس بنیاد پہ کہ نہ وہاں پہ کوئی کام ہونا ہے، نہ ہی حکومت کا کوئی پروگرام ہے، اس حوالے سے اگر وہاں کے لوکل لوگوں کو اس پہ اعتراض ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ یہ کارپوریشن بنے اور اس سے اس علاقے کے جو مفادات ہیں، اس پہ ضرب پڑتی ہے تو جناب سپیکر! یہ بالکل نہیں ہونی چاہیئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے گلیات کو بیچنے کا کوئی پروگرام بنایا ہے، یعنی آپ جن لوگوں کو فائدہ دینا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے صوبے کے مفادات کے خلاف ہے، اگر گلیات کو بیچنا ہے اور آپ اس کیلئے کارپویشن بنا رہے ہیں تو پھر آپ بے شک اس کیلئے کارپویشن بنائیں، وہاں کے جو لوکل لوگ ہیں، ان کے مفادات کے خلاف ہے یہ ساری چیز، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح نہیں ہونا چاہیئے، ان علاقے کے لوگوں کو ر وہاں پہ جو فوائد ملنے ہیں، فائدہ ملنا ہے، اگر وہ اس سے Disagree کر رہے ہیں تو بالکل یہ کارپویشن نہیں بنی چاہیئے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: منسٹر فار لوکل گورنمنٹ پلیز۔۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: وجیہہ الزمان صاحب! وجیہہ الزمان صاحب، پلیز۔

جناب عنایت اللہ {سینیئر وزیر (بلدیات و دیہی ترقی)}: بِسۡمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت خان! ایک دو منٹ وجیہہ الزمان صاحب کو دے دیں۔

جناب وجیہہ الزمان خان: عنایت خان! ایک چیز Add کرنا چاہتا ہوں۔

سینیئر وزیر (بلدیات و دیہی ترقی): جی۔

جناب سپیکر: اوکے جی۔

جناب وجیہہ الزمان خان: شکریہ جی۔ جناب سپیکر! یہ جو ایشو اٹھایا ہے آمنہ بہن نے، اس کے حوالے سے میں تھوڑا سا Add کرنا چاہونگا کہ جو کمیٹی کے حوالے سے بات ہوئی ہے، اس میں سر! آپ کی پالیسی Revisit ہونی چاہیئے کیونکہ Local participations زیادہ ہونی چاہیئے اور اگر باہر سے کسی کو لیا جاتا

ہے تو Outstanding preferences ٹورازم کے حوالے سے یاانوائرنمنٹ کے حوالے سے اس میں ہونی چاہیئں تاکہ اس کی Justification ہوسکے، ایک تو سر! یہ کہنا چاہتا ہوں۔ Secondly سر! یہ جتنے بھی ٹورسٹ ایریاز ہیں، وہاں پہ اتنی بے ہنگم ڈیویلپمنٹ ہورہی ہے کہ وہ ٹورازم کی بجائے عذاب بنتا جارہاہے، وہاں پہ ٹریفک کے مسائل ہیں، وہاں پہ سیورتج کے مسائل ہیں، وہ انوائرنمنٹ گندا ہوتا جارہاہے، تو گورنمنٹ کو کوئی ایسا لاء بنانا چاہیئے، کوئی Policy devise کرنی چاہیئے کہ جس میں ایک Percentage تک اس ٹورازم کے ایریا کو ڈیویلپ کیا جائے اور اس کے بعد اس کو Restrict کر دیا جائے تاکہ وہ گند نہ ہو اور ہم دوسرے ٹورسٹ ایریاز کی طرف اپنی توجہ مبذول کرا سکیں۔ بہت شکریہ جناب سپیکر، تھینک یو۔

جناب سپیکر: لوکل گورنمنٹ منسٹر، عنایت اللہ خان۔

سینیئر وزیر (بلدیات و دیہی ترقی): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سر! میں نے اسمبلی فلور پہ جو Statement دی ہے، I stand by that statement، ہم کسی حکومتی پراپرٹی کو پرائیویٹ لوگوں کو نہیں دیں گے، ہم کسی حکومتی اتھارٹی کو Privatize نہیں کریں گے، I stand by that statement، ان کو یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ یہ حکومتی Owned کمپنی بن رہی ہے، Government owned company بن رہی ہے، جس طرح WSSP. بنی ہے، جس طرح پیسکو ہے، جس طرح لیسکو ہے، جن کے بورڈز ہیں، پیسکو کا اپنا بورڈ ہے اور اس بورڈ کا جو چیئرمین ہے، وہ پرائیویٹ سیکٹر سے ہے، کمپنیز کیوں بنائی جاتی ہیں؟ کیونکہ حکومتی نظام کے اندر فیصلے جلدی نہیں ہوتے، حکومتی نظام کے اندر چیزیں Red tapism کا شکار ہوتی ہیں اور کمپنیز کا، کارپوریٹ گورننس کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ڈیلیوری ہو، Efficiency ہو، ڈیویلپمنٹ تیز ہو اور لوگوں کو حکومتی سیکرٹریٹ کے چکر لگانے نہ پڑیں، اسلئے اس بنیاد پہ اس اتھارٹی کو Amend کیا جائے، اس کی کمپنی نہیں بنا رہے، یہ جو لاء ہے، پرانے والے لاء کو Amend کیا جارہاہے اور اس لاء کے اندر جو بورڈ آف اتھارٹی ہے، اس میں پرائیویٹ سیکٹر کی نمائندگی زیادہ ہو گئی ہے لیکن جو بورڈ ہے، بورڈ کے پاس Policy making کا کام ہے اور جو اصل کام ہے، اس کیلئے ڈی جی کا عہدہ اسلئے رکھا گیا ہے اور اس میں علی وجیہہ الابصیرت ڈی جی کو پرائیویٹ سیکٹر سے نہیں لیا جائے گا، اس کا فیصلہ ہوا ہے کہ ڈی جی گریڈ 20 کا سینیئر آفیسر ہو گا اور وہ جو Day today business ہو گا، جو دستخط ہوں گے، Cheques Signing Authority ہو گی، یہ ساری چیزیں انہی کی اس پہ

ہوں گی اور بورڈ آف اتھارٹی صرف Policy making ادارہ ہو گا، ایک۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اس کے مینڈیٹ کو Expand کیا گیا ہے، اس میں By notification ہزارہ ڈویژن کا کوئی بھی ایریا شامل ہو سکتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جہاں تک بورڈ آف اتھارٹی کے ممبرز کا تعلق ہے، تو میں میڈم کو یہ بتاتا چلوں اور میں ان کو ایشورنس دیتا ہوں کہ لاء کے اندر اتنی بات ہے کہ اس کے سات ممبرز ہوں گے، آگے رولز بن رہے ہیں، وہ بھی اگر یہ چاہتے ہیں، جو رولز بنے ہیں، میں اس کے ساتھ تو رولز شیئر کروں گا، رولز کے اندر ہم اس بات کو ان کو Ensure کریں گے کہ لوکل ایریا کے لوگوں کی نمائندگی ہو، اس میں Elected representatives بھی ہوں اور لوکل ایریا کے لوگوں کی نمائندگی بورڈ کے اندر ہو اور رولز کے اندر ہم Define کر رہے ہیں، میں میڈم کو دکھاؤں گا کہ کس قسم کے لوگ اس اتھارٹی کے ممبر بن سکیں گے، باہر سے اگر کوئی ایکسپرٹ ہو گا، ٹورازم کے اندر ایکسپرٹ ہو گا، اور اس قسم کے ایریا کے ڈیویلپمنٹ کے حوالے سے اس کی کوئی Background ہو گی، وہاں اس کی دلچسپی اس لحاظ سے ہو گی اور حکومت سمجھتی ہو کہ یہ بندہ Useful ہے تو اس بندے کو لیا جائے گا، ہم باہر کے بندوں پہ پابندی نہیں لگا رہے لیکن لوکل لوگوں کی Participation اور لوکل لوگوں کی موجودگی Compulsory بنا رہے ہیں، رولز کے اندر اس کو ہم Compulsory بنائیں گے کہ لوکل لوگوں کی نمائندگی ہو گی۔ میں میڈم سے ریکویسٹ کرتا ہوں اور اس سے پہلے ایک بات نلوٹھا صاحب نے کی، نلوٹھا صاحب! آپ کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے جو بورڈ آف اتھارٹی تھی It was chaired by the honourable Chief Minister اور اس کے اندر بھی پرائیویٹ لوگ موجود تھے، اس کے اندر پنجاب سے لوگ موجود تھے، اس کے اندر بھی پاکستان کے باقی حصوں سے نہ صرف اس حکومت کے اندر باقی حکومتوں کے اندر بھی لوگ تھے تو اسلئے یہ بات نہیں ہے کہ پہلی مرتبہ بورڈز کے اندر پرائیویٹ لوگ ہوں گے، بورڈ کا Concept بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ ہیں، عام لوگ ہیں، کمیونٹی ہے، کمیونٹی کو اور ایکسپرٹ کو Involve کیا جائے، بورڈ کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ کمیونٹی کو اور ایکسپرٹ کو حکومت کا جو نظام ہے، بزنس ہے، اس میں Involve کیا جائے اور Specially اس قسم کی اتھارٹیز، یہ تو ہم جو باقی اتھارٹیز ہیں، ان کیلئے بھی اس قسم کے بورڈز بنا رہے ہیں کیونکہ ہم کمیونٹی کو Involve کرنا چاہتے ہیں، ہم حیات آباد کیلئے بھی اس قسم کے بورڈز بنا رہے ہیں، ہمارا جو باقی شیخ ملتون ہے، اس کیلئے اس قسم کے بورڈز بنا رہے ہیں تاکہ کمیونٹی کو Involve کریں اور Community own کرے، Community participate کرے اور جو

کمیونٹی خود اپنے لئے Participate کرے، وہ اچھے Decisions کر سکے گی۔ میں Conclude کرنے سے پہلے یہ ریکویسٹ کروں گا میڈم سے کہ آپ کے ذہن میں اگر اس لاء کے اندر کوئی شق ایسی ہے کہ جس کے نتیجے میں The ownership of the Government properties are going to the private hands, you bring an amendment، میں اور آپ ڈیبیٹ کریں گے، ہاؤس کے باہر بھی ڈیبیٹ کریں گے اور ہاؤس کے اندر بھی ڈیبیٹ کریں گے And if that was the case, I will be with you, thank you very much.

جناب سپیکر: میڈم! آپ بات کریں، جو ریکویسٹ کی ہے، کیا آپ Yes یا No میں؟

محترمہ آمنہ سردار: جناب سپیکر صاحب! جو بہت زیادہ تکلیف دہ بات ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارے Local representatives کو بھی چھوڑیں، میں کہتی ہوں کہ ہمارے جو سٹیک ہولڈرز ہیں، ان کو بھی اس میں شریک نہیں کیا گیا، کسی سے کوئی مشاورت نہیں ہوئی، کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے وہاں پہ، جب یہ ایک بات چلی گئی جی کہ Promulgate ہو رہا ہے تو لوگوں نے مجھ سے رابطے شروع کئے، مجھے حیرانی ہے کہ سردار ادریس صاحب کے پچھلے دور میں یہ واقعہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں یہ تو ابھی Table ہو رہا ہے میڈم! اس میں کافی پراسیس باقی ہے، آپ کو Involve کیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ سردار: سر! ابھی تو ظاہر ہے مجھے تو اپنے اسمبلی کے بزنس کا پتہ تھا لیکن بعد میں جو مجھے وہاں سے لوگ Approach کر رہے ہیں، ان کے علم میں بھی آ گئی ہے یہ بات، کل میں نے جیسے نلوٹھا نے بتایا کہ ستائیس یونین کونسلز کے لوگوں نے پریس کانفرنس کی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم بالکل Jam کر دیں گے، ہم بالکل Seal کر دیں گے گلیات کو، کسی کو نہیں آنے دیں گے نہ کسی کو جانے دیں گے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مطلب یہ ہے اس کی انفارمیشن بھی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ سردار: اس میں باہر کے لوگ ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ واپس لیتی ہیں یا۔۔۔۔۔

محترمہ آمنہ سردار: جناب سپیکر صاحب! جن کے Summer houses ہیں صرف، کوئی پراپرٹی نہیں ہے، ایک ایک کنال کے Summer houses ہیں، وہ بھی وہاں کے سٹیک ہولڈرز بن رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شاہ فرمان خان، جی شاہ فرمان خان، جی شاہ فرمان۔

محترمہ آمنہ سردار: ہمیں تکلیف اس بات پہ ہے۔

جناب سپیکر: جی شاہ فرمان۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ، جناب سپیکر۔ ایک تو جناب سپیکر! جب ادھر کا نمائندہ جو کہ اس ہاؤس میں ادھر کی نمائندگی کر رہا ہے، وہ سردار ادریس صاحب ہے اور اس کا تعلق پاکستان تحریک انصاف سے ہے، تو جب لوکلز کی بات ہوتی ہے تو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ اگر لوکلز کو Represent کر رہے ہیں سردار ادریس صاحب اس فورم پہ، اگر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے کچھ لوگ مخالفت کر رہے ہیں اور ان کو Apprehension ہے تو جو ان کے دائرہ اختیار میں ہے تو ڈسٹرکٹ لیول کے اوپر کریں۔ جناب سپیکر! یہ پالیسی صرف جی ڈی اے تک نہیں ہے، ہیلتھ کے اندر یہ پالیسی ہے، انڈسٹریز کے اندر یہ پالیسی ہے اور یہ گورنمنٹ کو اختیار ہے اور ہمارے چیف ایگزیکٹیو بیٹھے ہوئے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنے Vision کے مطابق فیصلے کرے، جو وہ صحیح سمجھتے ہیں اور پھر الیکشن میں لوگ فیصلہ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کے فیصلے صحیح تھے کہ غلط تھے لیکن جناب سپیکر! میں صرف دو چیزیں ادھر بتانا چاہتا ہوں، ابھی تک جی ڈی اے کے کیسز نیب کے اندر موجود ہیں اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سرکاری زمین کے اوپر پرائیویٹ لوگوں نے قبضے کئے ہوئے تھے، میں اس سے آگے نہیں جانا چاہتا، سب کو یہ پتہ ہے اور جب لوکل سٹیک ہولڈرز کی بات ہوتی ہے تو ادھر سرکاری زمینوں کے اوپر لوگوں کے قبضے تھے، وہ جی ڈی اے نے ہٹائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اختیار ہے، گورنمنٹ کے پاس یہ حق ہے اور یہ الیکشن میں عوام فیصلہ کریں، ہاں آرڈیننس کے اندر Amendemnt propose کر سکتی ہیں، یہ بالکل ان کا حق ہے اور اگر کوئی کام Illegal ہو رہا ہے تو وہ ان کا حق ہے کہ بتا دیں کہ یہ Illegal ہے، اگر لیگل ہے تو پھر یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے اور اس کے ساتھ ہم رہیں گے، گورنمنٹ اپنا کام کرتی ہے اور اپوزیشن کا کام Rectification ہے، یہ کیسی گورنمنٹ ہو گی کہ جو اپوزیشن ان کو پالیسی بتائے اور وہ بنائے؟ پاکستان تحریک انصاف اور کولیشن گورنمنٹ بنائے گی، بتا دیں، میڈم بتا دیں، لیڈر آف دی اپوزیشن بتائیں کہ Illegal کیا ہے؟ اگر Illegal چیز نہیں ہے تو پھر پالیسی کے مطابق جانا ہمارا حق ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: میں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں، میں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں۔۔۔۔

(شور)

ایک رکن: نهه مرلې ئې د هسپتال نه نیولی دی او دا خبرې کوی۔

جناب سپیکر: بس ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں ووٹ کیلئے، جو اس Disapproval کے حق میں ہوں گے، جو چاہتے ہیں، وہ ہاں کریں گے پہلے۔ The motion before the House is that the resolution regarding disapproval of Galiyat Development Authority Ordinance, 2016, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Noes' have it. The resolution of disapproval is dropped.

(Applause)

ہنگامی مسودہ قانون بابت گلیات ڈیویلپمنٹ اتھارٹی مجریہ 2016 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

Mr. Speaker: Item No. 10, honourable Senior Minister for Local Government, to please lay on the table, please.

Mr. Inayatullah {Senior Minister (Local Government)}: Sir, I beg to lay on the table, the Galiyat Development Authority Ordinance, 2016, in the House.

Mr. Speaker: It stands laid. Item No. 11-----

مولانا لطف الرحمان (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی لطف الرحمان صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! یہ جو امنڈمنٹس لائی جا رہی ہیں، اس وقت یہ کیس عدالت میں ہے اور Sub-judice ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ٹیبل نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو آرڈیننس آیا ہے، اس کے خلاف کیس آیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں جناب عنایت اللہ خان صاحب کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ دیکھیں ہم نے پہلے بھی باتیں کیں اس حوالے سے، لیجسلیشن کے حوالے سے، قانون سازی کے حوالے سے، شاہ فرمان صاحب پھر ڈکٹیٹر کی طرح بات کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے، آپ تو بول ہی نہیں سکتے اور جیسے وہ علاقے جو ہیں نا صوبے سے باہر ہوں اور ہم کوئی رائے دے ہی نہیں سکتے، وہ بڈھ بیر کے رہنے والے ہیں، وہ ڈکٹیٹر کے انداز میں بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں عنایت اللہ خان صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں، چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں کہ قانون بنتے ہیں لوگوں کے مفادات کیلئے، عام لوگوں کیلئے، قانون اسلئے نہیں بنائے جاتے جناب سپیکر! کہ وہ امتیازی قانون ہو کسی خاص لوگوں کو بچانے

کیلئے یا ان کو ختم کرنے کیلئے قانون بنائے جائیں اور یہ وہ قانون سازی ہے کہ جس پر لاء منسٹری نے، لاء سیکرٹری نے اختلافی نوٹ لکھا ہے اور میں ان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کل آپ نے جو ادارے بنائے ہیں لوکل گورنمنٹ کے، میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل ڈیرہ اسماعیل خان میں بجٹ پیش ہوا اور لوکل گورنمنٹ کے وہاں پر تمام جو ملازمین ہیں، انہوں نے طرفداری کی، پولیس نے وہاں پر اس میں Role ادا کیا اور میڈیا کو اندر نہیں جانے دے رہے تھے، ان کے پاس ممبران پورے نہیں تھے، حاضری رجسٹر کو انہوں نے چھپا لیا، حاضری رجسٹر پر ان کی تعداد پوری نہیں ہے،، بجٹ یونہی پڑھا اور کہہ دیا کہ جی یہ پاس ہو گیا، نہ حاضری لی گئی، نہ وہاں پر کوئی ووٹنگ ہوئی، نہ کچھ ہوا، تو یہ اگر آپ کے ادارے ہیں اور جس پر آپ کی حکومت کا اور آپ کی پارٹی کا جو لیڈر رہے، وہ کہتے ہیں کہ بہتر جمہوریت کی بات کرنے والا شخص، آپ کی اس جمہوریت کو سبوتاژ کیا گیا سب کچھ اور جو دھجیاں اڑائیں گئیں وہاں پر، اس حوالے سے جناب سپیکر! اگر اس طرح کے قانون بنتے رہے کہ آپ امتیازی قانون بنائیں گے، پہلے آرڈیننس کے تھرو لائیں گے اور آپ کو پتہ ہے کہ آپ نے اسمبلی کا اجلاس بلایا ہے لیکن چونکہ آپ کو جلدی تھی تو آرڈیننس کے تھرو آپ لے کر آئے ہیں جناب سپیکر! ایک ضلع میں بجٹ کے تھرو ناظم کو ختم کرنا تھا اور آپ دیکھیں کہ فرسٹ بجٹ فیل کرنے والا ناظم تو ختم ہو سکتا ہے اور سیکنڈ، تھرڈ اور فورتھ بجٹ اگر فیل ہو جائے تو وہ ناظم ختم نہیں ہو سکتا، یہ جناب سپیکر! آرڈیننس ہے، یہ قانون ہے۔ جناب سپیکر، آپ یہ دیکھیں آج تک جو Proposed ADP تھی ہماری اسمبلی میں، وہ اے ڈی پی جو پاس ہو چکی ہے، آج تک اس کی بک اب تک نہیں آئی جناب سپیکر! ذرا ہمیں سنجیدگی سے سوچنا ہو گا کہ ہمارا یہ ادارہ سنجیدہ ادارہ ہے، ہمارا یہ ادارہ پورے صوبے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اگر ہم نے اس طرح کے قوانین بنانے ہیں، ہم نے اگر اس طرح کے ادارے بنانے ہیں اور جمہوری ادارے اگر اس طرح ہوں کہ ان کی دھجیاں اڑائی جائیں اور گورنمنٹ کے ملازمین اس قانون کی دھجیاں اڑائیں اور ان کے ملازمین اس کا ساتھ دیں کہ اس قانون کی خلاف ورزی ہو، تو کس طرح جناب سپیکر! یہ جمہوری ادارہ چلے گا؟ یہ جمہوری ادارہ اس طرح نہیں چل سکتا جناب سپیکر! اگر آپ لوگوں نے یہی کچھ کرنا تھا تو پھر یہ لوکل گورنمنٹ آپ لوگوں نے کس لئے بنائی تھی؟ دوسری بات میں کرنا چاہتا ہوں جناب سپیکر! کہ عمران خان نے اس دن کہا کہ ہم ایم پی ایز کو فنڈز نہیں دیں گے، آپ ہمیں بتائیں کہ ایم پی ایز کو فنڈ کب ملا ہے، کب آپ نے ایم پی ایز کو فنڈ دیا ہے؟ کس ایم پی اے کو فنڈ ملا ہے کہ یہ فنڈ آپ کا ہے اور وہ اس کی مرضی سے لگا ہو؟ ڈیپارٹمنٹ کے تھرو پراجیکٹس جاتے ہیں اور وہاں علاقوں میں

وہ فنڈ لگتا ہے، پراجیکٹس منظور ہوتے ہیں، پراجیکٹس کی Approval ہوتی ہے جس کی چیف منسٹر Approval دیتا ہے، ایم پی ایز کو فنڈ کب ملا ہے جس کی میڈیا کے تھرو یہ بتا رہے ہیں کہ ہم ایم پی اے کو فنڈز نہیں دے رہے ہیں اور Identification بھی اگر کوئی ایم پی اے کرتا ہے تو آپ وہ حق بھی اس سے چھیننا چاہتے ہیں، تو ٹھیک ہے، اور چیف منسٹر صاحب کو یہاں فلور آف دی ہاؤس جناب سپیکر! میں دو باتیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں اپوزیشن لیڈر کے ساتھ بجٹ کے حوالے سے بات کروں گا، آج تک جناب سپیکر! بات نہیں ہو سکی۔ دوسری بات یہ ہے کہ تحریک استحقاق کے حوالے سے چیف منسٹر صاحب نے یہاں پر ایجوکیشن منسٹر کو جو احکامات دیئے تھے کہ اس پر فوری طور عمل ہونا چاہیئے، جو آپ کی اسمبلی سے لیٹر گئے ہیں، اس کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں، اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا اور چیف منسٹر صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیئے اگر وہ نہیں کرتے، وہ اسمبلی کے احکامات پر عمل نہیں کرتے تو ان کو جیل میں ڈالا جائے گا، حوالات میں ڈالنا چاہیئے لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہوا جناب سپیکر! تو یہ دونوں باتیں میں چیف منسٹر صاحب کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہاں فلور آف دی ہاؤس یہ احکامات صادر کئے تھے لیکن دونوں پر آج تک عمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: چیف منسٹر صاحب! چیف منسٹر صاحب! نہیں چیف منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): سپیکر صاحب! یو منٹ، دغہ یو، سپیکر صاحب! مجھے یہ آخری بات سمجھ نہیں آئی، ذرا مجھے سمجھا دیں باقی یہ جو آپ نے لوکل گورنمنٹ، الیکشن یا بجٹ کی بات کی ڈی آئی خان کی، تو آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں کہ جیسے میں نے Interfere کیا ہو یا گورنمنٹ نے Interfere کیا ہو، کوئی ثابت کر دے کہ ہم نے کہیں Interfere کیا یا ہم نے وہاں فون کیا ہو یا کوئی بات کی ہو باقی لوکل کوئی مسئلہ پیدا ہو گا، اس کیلئے جب-----

قائد حزب اختلاف: جناب! میں نے قانون سازی کے حوالے سے-----

جناب وزیر اعلیٰ: نہیں، آپ پہلے بجٹ کی بات کر رہے ہیں کہ نہیں پاس ہوا اور یہ ہوا، تو اس کیلئے کمیشن موجود ہے، جو غلط چیز ہوتی ہے، کمیشن میں جاتی ہے، میرے پاس نہیں آتی، میرے Under وہ نہیں چلتی، اس کمیشن میں آپ کے ممبر بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ایم پی اے صاحب آپ کے بیٹھے ہوئے ہیں تو اس میں ایسا کوئی وہ نہیں ہے، اگر انہوں نے غلط کیا ہے تو وہ Already ایک پلیٹ فارم موجود ہے، وہ جا سکتے ہیں، اس میں کسی کو رکاوٹ نہیں ہے مگر ایسے ہی کہہ دینا کہ حکومت کی، حکومت کا کیا ہے؟ یہ ایک

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں جو ہوتا ہے، وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو Blame کریں، جب صوبائی حکومت کرتی ہے تو صوبائی حکومت پر کریں تو زیادہ اچھا لگے گا۔ دوسرا یہ ہے کہ جی ڈی اے کی بات ہوئی، Simple سی بات شاہ فرمان نے کہہ دی تو چونکہ اس کا لہجہ ذرا وہ ہے، سخت ہے، Simple سی بات میں بھی کرتا ہوں کہ اس میں غیر قانونی اگر کوئی چیز ہے، اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچ رہا ہے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جی ڈی اے جو ابھی وہاں پر گلیات ڈیویلپمنٹ اتھارٹی ہے، وہ بہت ٹھیک کام کر رہی ہے اور وہاں پر سب کچھ ٹھیک ہے تو ہم نے آنے کے ساتھ ہی کیوں لوگوں کے گھر توڑے، ہم نے کیوں Encroachment کی وجہ سے توڑے؟ وہاں پر بے حساب پلاٹس بیچے گئے، جو نہیں بیچنے چاہیئے تھے، وہاں پر تین چار 'سٹوریز' کی بلڈنگز بنیں، جو نہیں بنی چاہیئے تھیں، تو اس کیلئے ہم چاہتے ہیں کہ پبلک کے لوگ آئیں، کمپنیز بنیں، حکومت کے اس تالے میں سے نکلے، وہ بااختیار ہو، اپنا کام کریں، جیسے ریسٹ ہاؤسز ہیں، ریسٹ ہاؤسز ہم نے گلیات کو دے دیئے ہیں، اس کی انکم گلیات پر لگے گی، اگر گلیات میں بہتر کام ہو گا، وہاں ٹورسٹس آتے ہیں، وہ انکم کی اتھارٹی بن سکتی ہے، اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ کا پیسہ نہیں لگے گا لیکن جس طریقے سے چل رہی ہے، یہ Loss میں جائے گی، کوئی ڈیویلپمنٹ نہیں ہو گی۔ اگر آپ نتھیا گلی میں ڈیویلپمنٹ دیکھیں گے تو یہ ہم نے پوری کوشش کی کہ اس کو فنڈز دیئے جائیں، یہ وہاں کی اتھارٹی کی کامیابی نہیں ہے کہ انہوں نے کیا ہے، یہ تو ہم نے یہاں سے ڈیڑھ، پونے دو ارب روپے دیئے ہیں، وہاں کی سڑکیں، وہاں کی Beautification کر دی ہے، تو اگر آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ جو نظام اس صوبے میں چل رہا ہے یا چل رہا تھا، یہ ٹھیک تھا، تو ہمارے سکولز کیوں تباہ ہوئے، ہمارے ہسپتال کیوں تباہ ہوئے، ہماری ٹورازم کیوں تباہ ہوئی، ہمارے فارسٹ میں کیوں کٹائی ہو رہی ہے، ہمارے گھر کرپشن کیوں پھیلی، ہماری پولیس کیوں تباہ ہوئی؟ ان سب پر سوچنا پڑے گا۔ میں اس ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی ذاتی انٹرسٹ نہ میرا ہے، نہ میری حکومت کا ہے، میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جو میں کر رہا ہوں، اس میں آسانیاں لوگوں کیلئے پیدا کر رہا ہوں، جو ہم کر رہے ہیں، وہ اس اداروں کو ہم طاقتور کر رہے ہیں تاکہ وہ ڈیلیور کریں، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ڈیلیوری سب کی اچھی تھی تو آپ کیا سمجھتے ہیں، میں ناسمجھ ہوں کہ اچھی ڈیلیوری کو خراب کروں گا؟ ہمارا Aim ہی یہی ہے کہ آسانیاں ہوں، سفارش نہ ہو، Interference نہ ہو، میرٹ پر ہو، اس میں جو غلطیاں ہوں، ہمیں بتایا کریں، میں تیار ہوں ان غلطیوں کو ٹھیک کرنے کیلئے لیکن آپ کہیں کہ نہیں یہ ٹھیک ہے، اس کو نہ چینج کرو تو مجھے ثابت کر

دو کہ وہاں پر کیا نہیں ہوا اور اگر آپ چاہتے ہیں تو میں نتھیا گلی کا سارا ریکارڈ دے سکتا ہوں، میں ساری اتھارٹیز کا ریکارڈ دے سکتا ہوں کہ کہاں کہاں کیا کیا ہوا؟ تو اس کے اوپر اگر چیک نہ رکھیں، ایک سسٹم جو دنیا کا بنا ہوا ہے، یہ ہم کوئی نیا سائنس نہیں بنا رہے، کوئی ایٹم بم نہیں بنا رہے، یہ دنیا کے سسٹمز ہیں، ادارے اسی طرح چلتے ہیں، بورڈز ہوتے ہیں، کمپنیز ہوتی ہیں، گورنمنٹ کی Interference نہیں ہوتی، وہ گھنٹوں میں فیصلے کرتے ہیں۔ تو اس میں میری آپ سے ریکویسٹ ہے کہ آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے، مجھے ثابت کر دیں، میں ساری کمپنیز ختم کر دوں گا کہ وہ پہلے سب ٹھیک کر رہے تھے، بڑے مزے کی چیزیں تھیں، آپ جائیں، یہ آپ اپنی ٹاؤن شپس میں جائیں، آپ اپنے ڈی آئی خان کی ٹاؤن شپ میں جائیں، میں گیا ہوں، وہاں جو جنگل اگا ہوا ہے، وہاں ان کے پاس پلاٹس موجود ہیں، میں نے آتے ہی ساتھ ان کو کہا ہے کہ اس کو اتھارٹی بنائیں، یہ بیچیں، اس کو ڈیویلپ کریں۔ اس طرح ہر جگہ، مردان جائیں، وہاں پر مجھے تیس کروڑ دینا پڑا حالانکہ وہ خود وہاں پیسے تیس کروڑ پیدا کر سکتے ہیں، زمینیں کمرشل پڑی ہوئی ہیں، تو یہ ادارے نہیں بنیں گے، ٹھیک ٹھاک نہیں ہوں گے تو سمجھیں کہ یہ رونا روتے رہیں گے، ہم آپ پر الزام لگائیں گے، آپ ہمارے اوپر لگائیں، بس یہ خوشی کا سلسلہ چلتا رہے گا، جیسے ٹی وی ٹاک شوز میں ہو رہا ہے، تم چور ہو، میں چور ہوں اور ٹھیک ہونے کو کوئی نہیں تیار، ہم نے ٹھیک ہونا ہے، ہم نے نظام بنانا ہے۔ جو شاہ فرمان نے کہا ہے، بالکل پالیسیز ہماری ہوں گی، سوچ ہماری ہو گی، آپ بالکل اس کو Oppose کریں لیکن اچھی سوچ کے ساتھ کریں، مجھے یہ خوشی ہو گی Otherwise ہماری مجبوری ہے، ہم نے Decisions لئے ہوئے ہیں، ہم نے Before election یہ Commitment کی ہے، آپ کو تبدیلی اسی لئے نظر نہیں آتی کہ آپ کی سوچ میں اور ہماری سوچ میں فرق ہے، میں بے شک پہلے پی ٹی آئی میں نہیں تھا لیکن میں نے پانچ سال گزارے، میں یقین دلاتا ہوں کہ میری سوچ بدل گئی ہے اور کوئی جھوٹ بھی نہیں ہے، اس میں کوئی ڈرامہ بھی نہیں ہے، میں بیٹھا ہی اس لئے ہوں کہ میں نظام ٹھیک کر سکوں کیونکہ میں بھی اسی نظام کا حصہ رہا ہوں، بتیس سال مجھے ہو گئے ہیں کہ ادھر کیا ہوتا ہے اور کہاں کیا ہوتا ہے؟ تو ہم نے ٹھیک کرنا ہے، کسی نے بگاڑنا ہے، ان کی حکومت آجائے تو بگاڑ دے پھر دیکھیں گے، ہم بات کریں گے کہ اچھی چیز کو بگاڑا ہے، ہم نے غلط چیز بنایا، آپ نے ٹھیک کیا اور اگر بہتری لا سکتے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے چاہے کل ہم اپوزیشن میں کیوں نہ ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

ہنگامی مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا مقامی حکومت مجریہ 2016 کا متعارف کرایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 11, honourable Senior Minister for Local Government, please.

Mr. Inayatullah {Senior Minister (Local Government)}: Sir, I beg to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government (Amendment) Ordinance, 2016, in the House.

Mr. Speaker: It stands laid. Item No. 12, Minister for Law, item No. 12-----

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! وہ اے ڈی پی کی کتاب ابھی تک نہیں آئی۔

جناب سپیکر: وہ بعد میں کرلیں گے۔

مجلس منتخبہ برائے مسودہ قانون بابت خیبر پختونخوا احتساب کمیشن مجریہ 2016 کی رپورٹ کی مدت میں توسیع

Mr. Imtiaz Shahid (Minister for Law): Mr. Speaker Sir, I on behalf of the honourable Chief Minister/Chairman of the Select Committee, presents the report of Select Committee on the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission Bill, 2016 in the House.

Mr. Speaker: یہ چونکہ Extension کیلئے وہ ہے. The motion before the House is that extension in period may be granted to the honourable Minister, to present the report of the Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The extension in period is granted.

مجلس منتخبہ برائے مسودہ قانون (ترمیمی) احتساب کمیشن مجریہ 2016 کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Item No. 12, Minister for Law.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I, on behalf of the honourable Chief Minister/Member–in-charge, move that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission (Amendment) Bill, 2016 as reported by the Committee, may be taken into consideration at once. Proposed amendments of Sardar-----

(Interruption)

Mr. Speaker: Item No, item No 12, presentation please, item No. 12. دوبارہ بولیں Item No. 12, presentation, presentation.

Minister for Law: Sorry Sir. Mr. Speaker Sir, I on behalf of the honourable Chief Minister/ Chairman Select Committee, present the report of Select Committee on the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission Bill, 2016, in the House.

Mr. Speaker: The report stands presented.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا احتساب کمیشن مجریہ 2016 کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 13 and 14: Minister for Law.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I on behalf of the honourable Chief Minister/Member-in-charge, move that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission (Amendment) Bill, 2016, as reported by the Committee, may be taken into consideration at once. Proposed amendments of Sardar Hussain Babak and Muhammad Ali Shah Bacha, MPAs are enclosed.

Mr. Speaker: The motion before the House that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission (Amendment) Bill, 2016 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. ‘Consideration Stage’: Since no amendment has been proposed by any honorable Member in Clauses1 to 11 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 1 to 11 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Clauses 1 to 11 stand part of the Bill. Amendment in Clause 12, Mr. Sardar Hussain Babak and Mr. Muhammad Ali Shah Bacha, Muhammad Ali Shah Bacha.

Syed Muhammad Ali Shah: Thank you Speaker Sahib. (1A) No person shall be appointed as Director Internal Monitoring and Public Complaints Wing, unless he has,-

(a) first class Master’s degree preferably gold medalist;

(b) not less than 40 years of age and more than 60 years; and
(c) minimum experience on any administrative position shall be 10 years. He shall be bonafide resident of Khyber Pakhtunkhwa.

جناب سپیکر صاحب، په دیکښې-----

جناب سپیکر: لاء منسٹر، جی۔

سید محمد علی شاہ: سپیکر صاحب!په دیکښې که راسره منئی خو ټهیک ده، د دوئ چې کوم پاورز دی سپیکر صاحب!د دې ډائریکټر مانیټرنګ او مونږه د هغه تعلیمی دغه ته اوګورو نو زما په خیال په هغې باندې ډیر زیات کم دے ، هغې کښې صرف ماسټر ډګری ده جی، نو زمونږه دا ریکویسټ دے چې فرسټ کلاس ماسټر ډګری شی او Experience دا (b) او (c) چې کوم دا ما امنډمنټ ورکړے دے ، پکار ده چې دا پکښې اوشی۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ): جناب سپیکر! جو محمد علی شاہ باچا امنڈ منٹس لے کے آئے ہیں، اصولاً اگر یہ امنڈ منٹ سلیکٹ کمیٹی کے اندر لے آتے تو اچھی بات تھی، جو امنڈ منٹس زرین گل صاحب لے کے آئے ہیں اور باقی وہ ہم نے Incorporate کی ہیں، یہ بل Delay ہوتا جارہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج پاس کرالیں اس امنڈ منٹ کو کیونکہ محمد علی شاہ باچا کے ساتھ بیٹھ کر یہ امنڈ منٹ ہم دوبارہ بھی اس کے اندر لا سکتے ہیں لیکن اس کے اوپر چونکہ جناب سپیکر! سلیکٹ کمیٹی کے اندر ڈیبیٹ نہیں ہوئی، میں یہ چاہتا ہوں کہ سلیکٹ کمیٹی کے اندر اس کے اوپر ڈیبیٹ نہیں ہوئی ہے جناب سپیکر-----

جناب سپیکر: سلیکٹ کمیٹی میں Agree نہیں ہوا؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: نہیں ہوا، سلیکٹ کمیٹی کے اندر یہ لاء-----

جناب سپیکر: ایک منٹ، شاہ فرمان خان! وہ کہتا ہے کہ میں نے سلیکٹ کمیٹی میں یہ پوائنٹ اٹھایا تھا لیکن اس نے Agree نہیں کیا۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: نہیں، سلیکٹ-----

جناب سپیکر: آپ مان لیں یا وہ مان لیں، پھر ہاؤس کے سامنے لائیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ، ہم اس کیلئے تیار ہیں کہ محمد علی شاہ باچا کے ساتھ اس Topic کے اوپر بات کر کے ہم Introduce کرائیں لیکن اس کے اوپر ڈیبیٹ ہو، اس وقت ہم مزید اس کو Late نہیں کر سکتے، لہذا اس وقت ہم Agree نہیں کرتے۔

سید محمد علی شاہ: اگر اس میں ماسٹر ڈگری مان گئے، فرسٹ کلاس ڈگری مان گئے ہیں، تو فرسٹ کلاس ماسٹر ڈگری یا ماسٹر ڈگری، میں جائز بات کر رہا ہوں، میں کوئی ناجائز بات تو نہیں کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، آپ Agree کرتے ہیں کہ نہیں کرتے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر!

Mr. Speaker: Simple, 'Yes' or 'No', agree or not?

وزیر پبلک ہیلتھ انجینیرنگ: میں ایک لفظ بول کے "آؤ" یا "ناں"، جناب سپیکر! ہم نے اپوزیشن کے ممبران کے کہنے پر اگر ڈی جی کی کوالیفیکیشن سے ماسٹر کی ڈگری نکال دی تو ڈائریکٹر کی کوالیفکیشن کیلئے ماسٹر کیسے رکھتے ہیں؟ لہذا اس وقت ہم اس کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اوکے، میں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں، جی جی، محمد علی شاہ باچا۔

سید محمد علی شاہ: ماسٹر ڈگری ہے، اوریجنل اس میں بھی ماسٹر ڈگری ہے، میں نے صرف فرسٹ کلاس ڈگری مانگی ہے، کوالیفکیشن د دې شته، ماسټر ډګری ده جی، ډائریکټر مانیټرنګ۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جی۔

سید محمد علی شاہ: فرسٹ کلاس، فرسٹ کلاس۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یا تو ہم نے اس کیلئے جو احتساب کمیشن کا تجربہ رکھا اور جو لوگوں کے اعتراضات آئے جناب سپیکر! ہمیں وہ بندہ چاہیئے کہ جس کا ایڈمنسٹریشن اور انویسٹی گیشن کے اندر تجربہ ہو۔

جناب سپیکر: اوکے، میں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں جی۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! صرف ایک اور واضح کر دوں، ہمیشہ سے یہ اعتراض آتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان خان پلیز! ہو گیا ہے جی بس آپ کا، میں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں۔

The motion before the House is that the amendment, moved by the honourable Member, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was defeated)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it-----

(Interruption)

Mr. Speaker: Sorry, the amendment is dropped, the ‘Noes’ have it, the amendment is dropped and original Clause 12 stands part of the Bill. Clauses 13 to 16 of the Bill: Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 13 to 16 of the Bill, therefore the question before the House is that 13 to 16 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Clauses 13 to 16 stand part of the Bill. Amendment in Clause 17 of the Bill: Mr. Sardar Hussain Babak, lapsed, since, Muhammad Ali Shah Bacha.

سید محمد علی شاہ: سر! زمونږ بنه رائے هم تاسو نه دغه کوئ، مونږ خو بنه رائے درکړې وه، اوس که تاسو تهرډ ډویژن پکښې راولئی او مونږ درته فرسټ کلاس وایو۔ Mr. Speaker! I beg to move that In Clause 17, sub-clause (ii) may be deleted and thereafter sub-clause (iii) may be renumbered as sub-clause (ii). سپیکر صاحب، دیکښې (1A) چې کوم دے جی، سوری دا، “(1A) The Director General shall not take action in matters involving pure procedural lapses in any ongoing Projects”، نو دا Ongoing projects د دې نه دوئ لرې کړی دی نو زه وایم چې Ongoing projects کښې اوس لوئې لوئې پراجیکټس شروع دی جی، بلین ټری سونامی پراجیکټ شروع دے، نور لوئې لوئې پراجیکټس شروع دی، نو چې هغه په دې احتساب بل کښې Include کړئ، دا ترینه Exclude کوئ مه جناب سپیکر صاحب! زما هم دا دغه دے جی۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان خان!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! Concept یہ ہے کہ اگر کہیں National exchequre کو نقصان ہوا ہو، کہیں کسی نے پیسے چرائے ہوں، کسی نے بدنیتی کے اوپر کوئی کام کیا ہو تو اس کو احتساب کے اندر آنا چاہیئے۔ جناب سپیکر! Procedural lapses اگر Intentional نہیں ہیں اور اس کے اندر Monitory terms کے اندر Losses نہیں ہیں تو گورنمنٹ کا بہت سارا کام، ہمارے چیف ایگزیکٹیو

صاحب بیٹھے ہیں، چیف منسٹر صاحب، ہم نے یہ ڈسکس کیا کہ Procedural lapses کے اوپر جو کم کم Procedural lapses تھے، اتنے Important نہیں تھے، اس کی وجہ سے حکومت کا کام رک گیا، بیوروکریسی کا کام رک گیا اور اس کی وجہ سے حکومت کی جو پرفارمنس ہے، اس کے اوپر بہت سارا اثر پڑ جاتا ہے، تو ہم نے یہ کیا کہ صرف Ongoing نہیں ہیں، اگر کہیں Procedural lapses ہیں اور اس کی وجہ سے National exchequre کو نقصان نہیں ہے تو اس کے اوپر اگر یہ باقی ادارے کر سکتے ہیں لیکن اگر احتساب کمیشن، مقصد صرف یہ ہے کہ جو میگا سکینڈلز ہیں، جو میگا کرپشن ہے، اس سے احتساب کمیشن کی توجہ ہٹ جاتی ہے، اسی لئے ہم چاہتے ہیں کہ چھوٹی چیزوں میں احتساب کمیشن نہ پھنسے، وہ میگا کرپشن کو چیلنج کرے تاکہ اوپر سے سسٹم ٹھیک ہو۔

جناب سپیکر: جی جی۔

سید محمد علی شاہ: میں مانتا ہوں کہ حکومت کی Intentions ٹھیک ہونگے خو مسئله دا ده چې څومره Ongoing schemes دی، په هغې باندې Directly دغه نشی کولې، نو ټهیک ده زه خو Accept کوم خو عام Layman دا نه منی جی، د هغوی خو په ذهن کښې به دا وی چې یره د ګورنمنټ خپل چې کوم سکیمونه دی، هغه د احتساب کمیشن نه ختموی، تیر ګورنمنټ یا چې نور څومره ګورنمنټس دغه شوی دی، صرف په هغې باندې احتساب دغه کول او چې کوم Ongoing سکیمونه دی نو هغه د دې احتساب نه ختموی، دا به نن، تاسو اوګورئ جناب سپیکر صاحب! پریس والا هم ناست دی، ټول ناست دی، که یو ایس ایم ایس خان صاحب ته چا اوکړو چې Ongoing سکیمونه ئې د احتساب نه ختم کړل، دا به بله ورځ بیا تاسو امنډمنټ راولئی او دا به بیا پاس کوئ، دا زما۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی چیف منسٹر صاحب!

جناب پرویز خٹک (جناب وزیر اعلیٰ): سپیکر صاحب! تاسو د دې ممبر نه وئی، د دې کمیټئی۔۔۔۔

سید محمد علی شاہ: جی!

جناب وزیر اعلیٰ: د احتساب کمیټی، د هغې ممبر۔۔۔۔

سید محمد علی شاہ: ما په هغه ټائم کښې هم Oppose کړے وو۔۔۔۔

جناب وزیر اعلیٰ: دلته خو څه Opposed یو هم نه دے راغلے ، Consensus باندې راغلے دے۔

سید محمد علی شاہ: ما دا Oppose کړے وو چې Ongoing پکښې شامل کړئ جي۔

جناب وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! اسمبلی میں Consensus سے یہ کمیٹی سے Through ہو کے آیا ہے۔

سید محمد علی شاہ: ما Oppose کړے وو هغه ټائم کښې هم۔

جناب وزیر اعلیٰ: I know لیکن ریکارڈ میں نہیں ہے کہیں پر کہ آپ نے Oppose کیا ہے، Consensus سے آیا ہوا ہے۔

سید محمد علی شاہ: جناب! میں نے کمیٹی میں Oppose کیا ہوا ہے۔

جناب وزیر اعلیٰ: لیکن رپورٹ میں کوئی نہیں آیا ہے کہ آپ نے Oppose کیا ہوا ہے، میں Simple سی بات کرتا ہوں کہ یہ جو Ongoing schemes ہیں، ہم نے اس کو کہیں نہیں نکالا اس سے، ہم یہ کہتے ہیں، اگر احتساب کمیشن کو وہاں پر کوئی غلطی یا چوری نظر آئے تو یہ نہ ہو کہ وہ کام بند ہو جائے، اگر Side effects ہیں تو وہ ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیں کہ ٹھیک کر لیں، اس کی ہم بات کرتے ہیں کہ وہ ایسا نہ ہو کہ کسی میں Side effect آ جائے یا کوئی کام جب چل رہا ہوتا ہے، میں خود کنسٹرکشن کا کام کرتا ہوں، اس میں Faults آتے ہیں یا اس میں Deficiencies آتی ہیں، وہ Correct کی جا سکتی ہیں، تو یہ جو احتساب کمیشن ہے، یہ نوٹ کر کے یہ ڈیپارٹمنٹ کو لکھ دے گا کہ یہ Deficiencies ہیں، اس کو آپ ٹھیک کریں، جب یہ فائنل ہو گا، کام اگر نہ کیا ہو تو احتساب کا Right ہے کہ وہ جو اپنا انہوں نے نوٹ لکھا ہے، اس پر ایکشن لے اور اگر اس میں کوئی چوری کا عنصر ہے تو یہ ہم نے نہیں کہا کہ اس پر کام نہ روکا جائے، انکوائری کریں، جو مرضی کریں، کام چلتا رہے، Deficient کام ہو، غلط ہو، اس کے خلاف ایکشن وقت پر لیا جائے اور سزا بھی دی جائے لیکن یہاں پر مسئلہ یہ ہو جاتا ہے کہ جو Ongoing schemes چل رہی ہیں، کئی سکیمیں ہیں جو پچھلے دور کی بھی چل رہی ہیں تو وہ کوئی فائل جب چلی جاتی ہے تو کام رک جاتے ہیں، تو ہم صرف یہ کریں کہ فائل بھی لے جائیں، چیکنگ بھی کریں، پوچھے بھی لیکن کام نہ رکے، بس صرف مقصد یہ ہے۔ اس میں اگر کوئی امنڈمنٹ آپ لانا چاہتے ہیں، اس میں بے شک ہم اس کو ڈال دیتے ہیں کہ Main مقصد یہ ہے کہ سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن Site پر کام نہ رکے، اگر Deficiency ہے، اگر اس

میں کوئی چوری ہے یا ڈاکہ ہے تو پھر تو انکوائری بھی ہو سکتی ہے، اگر ایک امنڈمنٹ اس میں دو چار الفاظ اس میں Add کر دیں تو یہ کون کرے گا، لاء، اس کو ایک لائن میں Add کر دیں۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب وزیر اعلیٰ: Main مقصد اس کا یہ ہے کہ کام نہ رکے۔۔۔۔۔

جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جی، عاطف خان۔

جناب وزیر اعلیٰ: Main مقصد یہ تھا کہ کام رک گئے تھے، کام نہ رکیں، اس میں آپ کی امنڈمنٹ آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جی جی، عاطف خان۔

وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: سپیکر صاحب! میں بس صرف ممبر صاحب کو سمجھانے کیلئے ایک Typical example دے دیتا ہوں کہ سولر جو ساؤتھ میں لگنے تھے اور سنٹرل ریجن میں لگنے تھے، اس کا ٹھیکہ چار دفعہ 'ری ٹینڈر' ہوا اور یہ ایک عجیب سا سسٹم بن گیا تھا کہ جس کو ٹھیکہ نہیں ملتا تھا، وہ جا کے احتساب میں درخواست دے دیتا ہے کہ جی بس یہ غلط ہو گیا، تو اس وجہ سے پھر اس پر وہ انکوائری شروع کر دیتے ہیں، سات یا آٹھ مہینے اس پر انکوائری اور ہم انہیں بار بار یہ کہتے رہے کہ جی اگر کوئی غلط ہے تو ہمیں بتائیں کہ ہم 'ری ٹینڈر' کریں، وہ کہتے تھے کہ نہیں اس کی انکوائری ہو رہی ہے، یہ بھی نہیں کہتے تھے کہ غلط ہے، یہ بھی نہیں کہتے تھے کہ ٹھیک ہے اور اس کی وجہ سے چار دفعہ ٹینڈر ہونے کے بعد، ری ٹینڈر ہونے کے بعد بھی آٹھ مہینے کام رکا رہا، تو صرف اسلئے کہ وہاں پر اگر کوئی Procedural lapse ہوتا یا جو بھی ہوتا ہے کہ کام نہ رکے، صرف اسلئے ہے، یہ نہیں کہ احتساب سے کوئی بچنا چاہتا ہے، کل کو حکومت نہیں ہو گی تو پھر بھی وہ آدمی پکڑا جائے گا، یہ تو نہیں ہے کہ نہیں پکڑ سکتا، اگر آج نہیں پکڑ سکتا تو کل پکڑے جائیں گے، یہ تو کہیں جا تو نہیں رہے ہیں، یہ احتساب بھی ادھر ہو گا، یہ اسمبلی بھی ادھر ہی ہو گی، ادارے بھی ادھر ہی ہوں گے، لوگ بھی ادھر ہی ہوں گے، وہ پھر پکڑا جائے گا لیکن صرف یہ کہ ٹائم کو بچانے کیلئے کہ کام نہ رکے، اسی وجہ سے یہ چیز Add کی گئی تھی کہ اگر Procedure lapse ہو، شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ، چونکہ Legally ابھی یہ واپس نہیں ہو سکتا لیکن میں اس کو Proceed اس کے مطابق کروں گا جو پروسیجر ہے، The motion before the House is that the amendment, moved by the honourable Member, may be adopted?

Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’-----

(Interruption)

جناب سپیکر: واپس اخلئی، واپس لے رہے ہیں، جی جی۔

سید محمد علی شاہ: زه Agree شومه جی خو بہرحال یو چیک پرې ساتل پکار دی۔

Mr. Speaker: Withdrawn. The amendment is dropped and original sub-clause (ii) of Clause 17 stands part of the Bill. Since no amendment has been proposed by any honourable Member in Clauses 18 to 26 of the Bill, therefore, the question before the House is that Clauses 18 to 26 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Clauses 18 to 26 stand part of the Bill. Preamble and Long Title also stand part of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا احتساب کمیشن مجریہ 2016 کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: ‘Passage Stage’: Minister for law, please.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I, on behalf of honourable Chief Minister, move that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission (Amendment) Bill, 2016 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Ehtesab Commission (Amendment) Bill, 2016 may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The Bill is passed.

(Applause)

مجلس منتخبہ برائے مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا یونیورسٹیاں مجریہ 2016 کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Item No. 15: Minister for Law, presentation.

Minister for Law: Mr. Speaker Sir, I, on behalf of honourable Chief Minister/Chairman Select Committee, presents the report of Select Committee on the Khyber Pakhtunkhwa, Universities (Amendment) Bill, 2016, in the House.

Mr. Speaker: The report stands presented.

اچھا یہ چونکہ یونیورسٹی کیلئے ایک دن مزید دیا ہے، Friday کو ان شاء اللہ ہم اس کو ایجنڈے پر لے آئیں گے، Universities (Amendment) Bill کو۔ صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب! صاحبزادہ ثناء اللہ صاحب! پلیز۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جی۔ جناب سپیکر!-----

(مداخلت)

جناب سپیکر: اس کے بعد، یہ قرارداد، اوکے۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: سپیکر صاحب! دا یو قرارداد دے چې دیکښې د مختلفو، تقریباً د هرې پارټئی د ملګرو په دې باندې دستخطونه هم کړی دی، دا د هغه کسانو د پاره دے-----

جناب سپیکر: وړومبې خو ته دغه اوغواړه کنه؟

صاحبزادہ ثناء اللہ: ټهیک شوه جی۔

جناب سپیکر: د هغې نه پس بیا Explain کړه۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: ہرگاہ کہ تقریباً پچیس لاکھ پاکستانی رزق حلال اور ملک کیلئے زر مبادلہ-----

جناب سپیکر: صاحبزادہ صاحب! پہلے آپ رولز کے مطابق جو ہے نا Suspension of rule جو ہے نا وہ کر لینا۔

صاحبزادہ ثناء اللہ: ٹھیک ہے سر۔ جناب سپیکر! دا یو اهمه مسئله ده چې د ټولو پاکستانیانو-----

جناب سپیکر: Rule د Relax کړے شی، ته دا وائے؟

صاحبزادہ ثناء اللہ: زه وایم-----

قاعدہ کا معطل کیا جانا

Mr. Speaker: Okay. Is it the desire of the House that rule 124, may be relaxed under rule 240, to allow the honourable Members, to move their resolution? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it.

اوس لګیا یه، بسم الله۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: ہر گاہ کہ تقریباً پچیس لاکھ پاکستانی رزق حلال اور ملک کیلئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ نام بتائیں، کس کس نے آپ کے ساتھ ریزولیوشن پر سائن کئے ہیں، کون کونسی پارٹیاں ہیں؟

صاحبزادہ ثناءاللہ: تقریباً قومی وطن پارټی، پاکستان مسلم لیګ۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ نام بتائیں پلیز۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: نومونه ئے اووایم جی؟

جناب سپیکر: یس یس،ہر ایک کا نام بتائیں۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: فضل الهی پري دستخط کړے دے، شاه محمد صاحب دستخط کړے دے، بخت بیدار خان دستخط کړے دے، زرین ګل صاحب دستخط کړے دے، امتیاز قریشی صاحب دستخط کړے دے، فخر اعظم دے، فضل غفور صاحب دے، ډاکټر حیدر صاحب دے او سردار ادریس صاحب پري دستخط کړے دے۔ دا یو قرارداد چي د ټولو۔۔۔۔

جناب محمد علی: سپیکر صاحب! په دي قرارداد باندي ما دستخط نه دے کړے۔

جناب سپیکر: جماعت اسلامی!

صاحبزادہ ثناءاللہ: محمدعلی صاحب! ته لږ کښینه، لږه مهرباني اوکړه، نو بیا بهر لاړ شه، خیر دے بیا بهر لاړ شه، بیا چي تا دستخط نه دے کړے نو ستا دستخط نه کوم۔

جناب سپیکر: یو منټ، یو منټ، ته Agree ئي ورسره کنه، ته Agree ئي ورسره؟

جناب محمد علی: پاکستانی سره Agree یم خو جماعت اسلامی سره نه۔

جناب سپیکر: محمدعلی پکښي Agree۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: حبیب الرحمان صاحب دستخط کړے دے، حبیب الرحمان صاحب دستخط کړے دے۔

جناب سپیکر: حبیب الرحمان صاحب کہے دے دستخط۔ جی جی بسم اللہ، حبیب الرحمان صاحب سائن کہے دے۔

قرارداد

صاحبزادہ ثناء اللہ: ہر گاہ کہ تقریباً پچیس لاکھ پاکستانی رزق حلال اور ملک کیلئے زر مبادلہ کمانے کیلئے سعودی عرب میں مقیم ہیں اور دل و جان سے محنت مشقت کر کے اپنے اور اپنے اہل خانہ کیلئے روزی کماتے ہیں لیکن پاکستانی کمیو نٹی کو وہاں پر کافی مشکلات کا سامنا ہے جن میں سے کچھ مشکلات حکومت پاکستان خود حل کر سکتی ہے جیسا کہ نمبر ایک، پاسپورٹ کے حصول کیلئے سعودی عرب میں صرف دو کاؤنٹرز ہیں جو وہاں پر مقیم لاکھوں محنت کشوں کیلئے ناکافی ہیں، لہذا ان کی تعداد بڑھا کر کم از کم پانچ کی جائے۔ نمبر دو، وفاقی حکومت سفارتی عملے کو اس بات کا پابند بنائے کہ سعودی عرب کے جیلوں میں قید معمولی نوعیت کے افراد کو قانونی امداد بروقت فراہم کرے تاکہ انصاف کا بول بالا ہو۔ نمبر تین، سعودی قانون کے مطابق قانونی ویزے پر آئے ہوئے پاکستانیوں کو بغیر جرم گرفتار کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہزاروں افراد سعودی جیلوں میں بند ہیں جن کی رہائی کیلئے حکومت پاکستان سفارتی ذرائع استعمال کر کے گرفتار افراد کی رہائی کیلئے بھرپور اقدامات اٹھائیں جبکہ سعودی حکومت کے ساتھ جن مشکلات کو اجاگر کرنا ہے، وہ یہ کہ مختلف کمپنیوں کے ساتھ بہت سے پاکستانی محنت کش کام کرتے ہیں لیکن ان کو بروقت تنخواہ اور معاوضہ نہیں دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پاکستانی کمیو نٹی کو سخت مشکلات کا سامنا ہے، یہاں تک کہ فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ نمبر دو، سعودی عرب میں مقیم پاکستانیوں کو حج پر جانے کی اجازت نہ دینے پر تقریباً ایک لاکھ 68 ہزار افراد کے فنگر پرنٹس حاصل کرنے اور پانچ سال کیلئے بلیک لسٹ کرنے اور قانونی ویزے ہونے کے باوجود ان کی مشکلات پیدا کرنے جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ نمبر تین، سعودی عرب میں مقیم پاکستانی کمیو نٹی کو سعودی کفیلوں کے طرف سے ہراساں کرنے اور رقم لینے کے باوجود بار بار کفیلوں کی تبدیلی کے مطالبے کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے، لہذا یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ حکومت پاکستان سے متعلق مسائل کو از خود فوری طور پر حل کیا جائے، نیز سعودی حکومت سے وابستہ مشکلات کو حکومت سعودی عرب کے نوٹس میں لا کر سفارتی سطح پر ان کا مستقل حل نکالا جائے تاکہ پاکستانی کمیو نٹی وہاں پر دل و جان سے محنت مشقت کر کے اپنے لئے اور اپنے قوم کیلئے زر مبادلہ کما سکے۔

جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، اے این پی کا کوئی نمائندہ موجود ہے؟ آپ بھی اس ریزولیوش پر سائن کرلیں تاکہ یہ ایک ہو اور حبیب الرحمان صاحب! آپ نے سائن کئے ہیں اس پر؟

جناب حبیب الرحمان (وزیر حج و زکواة): جی ہاں۔

جناب سپیکر: اوکے، اوکے۔ چلو۔

صاحبزادہ ثناءاللہ: جناب سپیکر! تاسو په دې اخبارونو کښې هم ګورئ، په میډیا باندې هم ګورئ چې هلته ډیر زیات مشکلات دی خو دې مشکلاتو اوس سر رابښکاره کړو، دا هغه خلق دی چې دوئ بالکل په دې وخت کښې انتهائی د بې بسئ وخت تیروی، د یو وخت روټئ که ملاؤ شی نو بیا سبا وخت له روټئ د هغوی هیڅ څه شے نشته دے خو زمونږ د پاکستانی حکومت د طرف نه دوئ ته څه خاطرخواه سفارتی دغه نه ملاویږی۔ پینځویشت لاکه زمونږ پاکستانی هلته محنت کوی، په دیکښې شل لاکه خلق صرف د کے پی سره تعلق ساتی او په دیکښې د ټولو نه زیات د پښتنو هغه خلق دی چې هغه دلته محنت او مزدوری نه شوه کولې بلکه ښه خلق وو، تکړه خلق وو، وخت ئې ډیر ښه تیرولې شو خو د پیسې د کمی په وجه باندې او د ښه دغه د پاره هغه سعودی عرب ته لاړل، تعلیم یافته خلق دی هلته، ډیر تکړه خلق هلته زمونږ دی، ډیر د کار خلق زمونږ موجود دی خو جناب سپیکر صاحب! چونکه زمونږه سفارتی عمله چې ده، ما پخپله باندې د سفیر صاحب سره ملاقات کړے دے، درې نیمې ګهنټې ما د هغه سره ملاقات اوکړو او د دغه پاکستان کمیونټی او خصوصاً د کے پی د کمیونټی خلق مې هم د هغه سره کیښنول، هغه ما ته دا خبره اوکړه چې څه مسئلې داسې دی چې هغه زمونږه د دسترس نه بهر دی، نو تاسو هغه د پاکستان حکومت د د سعودی حکومت سره Tackle کړئ نو په هغه وجه باندې دا څیز ما د اسمبلئ دې فلور ته راوړے دے۔ جناب سپیکر، دا څو خبرې داسې دی چې دا حکومت پاکستان پخپله حل کولې شی، دلته په پاکستان کښې د پاسپورټ فیس څلور نیم زره روپئ دے، هلته د هغوی نه څلور نیم سوه ریا له اخستې کیږی۔۔۔۔

جناب سپیکر: ثناءاللہ صاحب! چونکہ آپ نے ریزولیوشن پیش کی، ریزولیوشن میں ساری باتیں موجود ہیں مگر میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں، میں خود گیا تھا، جو یہ باتیں کر رہے ہیں، ابھی عمرے پر ہم گئے تھے تو

وہاں پر یہ سارے ایشوز بالکل Genuine ہیں اور میں نے اس حوالے سے سرتاج عزیز صاحب کو ایک لیٹر بھیجا ہے، میں نے لیٹر بھیجا ہے اور اس کو ریکویسٹ کی ہے کہ ہمیں ملاقات کا ٹائم دیں تاکہ ہم یہ ریزولیوشن، لیکن ابھی تک ہمیں ملاقات کا ٹائم نہیں دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں مسلم لیگ کی جو ہماری لیڈرشپ یہاں موجود ہے، میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ یہ بہت سیریس ایشو ہے، آپ خود بھی وہاں فارن آفس جاتے ہیں اور خاصکر سرتاج عزیر صاحب کے ساتھ ایک ہماری میٹنگ بھی Arrange کریں تاکہ ہم پارلیمانی لیڈرز اس کو ملیں اور اس کے ساتھ بات کر سکیں۔ دوسری بات، میری ریکویسٹ یہ بھی ہو گی، میں اپنی اسمبلی کی طرف سے ایک وفد بھیجوں گا اور اس میں کوشش کروں گا کہ جتنے بھی، جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے پاکستانیوں کے مسائل دیکھ کے وہاں ان کیلئے اپنے لیول پر بھی سفارتی جو ہمارے وسائل ہیں، ذرائع ہیں، ان کو استعمال کر کے اپنے لوگوں کیلئے کوئی اقدامات کریں کیونکہ یہ بہت بڑا ہمارا اس وقت، اس صوبے کا خاصکر سب سے زیادہ زرمبادلہ اور ہماری اکانومی سعودی عرب کے اوپر Base کرتی ہے، تو میری ریکویسٹ ہو گی کہ ہم سب ہاؤس متفقہ طور پر اس کیلئے کوئی لائحہ عمل طے کریں اور میں ابھی ریکویسٹ کروں گا نلوٹھا صاحب کو کہ آپ خاص ہماری میٹنگ Arrange کر لیں اور دوسرا یہ ہے کہ ہم ایک کمیٹی بنائیں گے اور ہم اس کو بھیجیں گے سعودی عرب تاکہ وہاں دیکھیں کہ وہاں کیا کیا بنیادی ہمارے مسائل ہیں اور اس میں کیا کام ہو سکتا ہے؟ میں ہاؤس کے سامنے یہ قرارداد پیش کرتا ہوں تاکہ ہم آگے اس کو بڑھائیں، یہ اس میں ہمارے لاء منسٹر کے سائن ہیں، حبیب الرحمان صاحب کے سائن ہیں، اے این پی کی طرف سے جو ہے نا آپ سائن کر لیں گے، محمد علی شاہ باچا اور صاحبزادہ ثناء اللہ کے سائن ہیں، بخت بیدار صاحب کے سائن ہیں اور جو جو تمام پارٹی اور تمام اسمبلی کی، میں ہاؤس کے سامنے رکھتا ہوں اس کو۔

Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Members, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously. Ji, Mufti Fazal Ghafoor.

مولانا مفتی فضل غفور: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ پلیز ایک منٹ، ایک منٹ، آپ بیٹھ جائیں، مفتی فضل غفور صاحب۔

مولانا مفتی فضل غفور: جناب سپیکر صاحب! یو ڈیره لویه افسوسناکه واقعه پرون نه هغه بله ورځ مخې ته راغلې ده، سپیکر صاحب! که تاسو هاؤس ان آرڈر کڑئ۔ سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی جی۔

مولانا مفتی فضل غفور: د هاؤس توجه که لږ دې طرف ته راواڑوئ۔

جناب سپیکر: پلیز میں نہیں کروں گا، میں برخواست کروں گا، اگر آپ لوگوں کی انٹرسٹ نہیں ہے۔

مولانا مفتی فضل غفور: جناب سپیکر! زمونږه سره په دې اسمبلئ کښې د دغه معزز ایوان او د دغه معزز ممبرانو د سیکورٹئ د پاره شپږ کاله خدمات ورکوؤنکے او بیا د هغې نه وروستو په آئی بی کښې چې هغوی As an Inspector کار کولو، پرون نه هغه بله ورځ هغوی په یو ڈیر بهیمانه انداز کښې قتل کڑلې شوی دی، عثمان گل آفریدی صاحب چې هغه د دغه هاؤس 'ایکس ایمپلائی' پاتې شوے وو جناب سپیکر صاحب! په لاره باندې روان وو او بیا ڈیره لویه د افسوس خبره ده چې یو افغانی ماشوم هغه ته نشاندهی اوکڑه چې تا ته ٹارگٹ کلرز ولاڑ دی او تا اوولی، هغه درنده گانو، هغه ظالمانو هغه د نهو کالو ماشوم مخکښې قتل کڑو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ Kindly attention, please یہ ایشو ہے، آپ پھر اس کو Respond کر لیں۔

مولانا مفتی فضل غفور: جناب سپیکر صاحب! هغه درنده گانو، هغه ظالمانو هغه د نهو کالو ماشوم اول قتل کڑو او بیا ئې زمونږه د دغه هاؤس په هغې 'ایکس ایمپلائی' جناب عثمان گل آفریدی صاحب، آئی بی انسپکٹر، په هغه باندې فائرنگ اوکڑو او هغه ئې په هغه ځائې باندې شهید کڑو۔ جناب سپیکر صاحب! د دغه هاؤس د پاره د هغوی ڈیر لوئې خدمات وو، د هغوی ذکر، د هغوی د خدماتو اعتراف، هغې ته خراج تحسین که د دغه هاؤس نه نن پیش نشی نو یقیناً دا به د دغه هاؤس د نورو ملازمینو د پاره د حوصله شکنئ باعث گرځیږی۔ جناب سپیکر صاحب! چې د کوم پولیس سٹیشن په حدودو کښې دا واقعه راغلې ده نو په تیر یو کال کښې لس واقعات پے در پے مسلسل د ٹارگٹ کلنگ هم د

دغه پولیس سٹیشن یکه توت په حدودو کښې راغلی دی۔ زه ستاسو او د دې هاؤس په ریکارډ باندې راوستل غواړم جناب سپیکر! چې په هغې کښې شاکر خان اے ایس آئی په 14-05-2016 باندې شهید کړلې شو هم د دغه یکه توت پولیس سٹیشن په حدودو کښې، جناب سپیکر صاحب! نگار حسین صاحب هیډ کانسٹیبل چې هغوی په 29-06-2015 باندې د دغه پولیس سٹیشن یکه توت په حدودو کښې شهید کړلې شو۔ جناب سپیکر صاحب! شاه زیب او احسان اللّٰه کانسٹیبل دا دواړه په 21-01-2016 باندې هم د دغې یکه توت تهانړې په حدودو کښې شهیدان کړلې شو۔ جناب سپیکر صاحب! روزی گل ولد امیر حمزه دا سپیشل پولیس فورس کښې وو، هغوی د دغه پولیس سٹیشن په حدودو کښې شهید کړلې شو۔ جناب سپیکر صاحب! په پروسږ کالنی کال کښې سید قیصر علی شاه صاحب، اے ایس آئی هم د دغه پولیس سٹیشن په حدودو کښې شهید کړلې شو۔ جناب سپیکر صاحب! آفتاب صاحب، پی ایس آئی هم د دغه پولیس سٹیشن په حدودو کښې پروسږ کال شهید کړلې شو۔ جناب سپیکر صاحب! نواب خان صافی، اے پی اے سیکشن آفیسر فاٹا سیکرٹریټ هم د دغې۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

مولانا مفتی فضل غفور: لهذا جناب سپیکر! په تیر یو کال کښې نهه واردات د پولیس سٹیشن یکه توت په حدودو کښې شوی دی او په هغې کښې زمونږه د سیکورټی ادارو دغه معزز افسران او سپاهیان، کانسٹیبلان شهیدان شوی دی او بیا ډیر لویه د افسوس خبره دا ده جناب سپیکر صاحب! پکار دا وه چې د دغه شهداء ورثاء ته تسلی ورکړے شوی وې، د هغوی خدماتو ته خراج تحسین پیش کړلې شوے وې۔ زه ډیر په افسوس سره دا خبره کوم چې پرون زمونږه د ایس ایس پی آپریشن د طرف نه سٹیټمنټ په اخبار کښې لگیدلې دے چې دا څومره ٹارگټ کلنگ کیږی نو جناب سپیکر! هغه وائی چې په هغې کښې چالیس فیصد ٹارگټ کلنگ د ذاتی تنازعاتو په بنیاد باندې وی۔ سپیکر صاحب! ډیر لویه د افسوس خبره دا ده چې د هغه ماشومان بچی د هغه کټ ته ولاړ دی او د هغه وینه صرف د دغه خاورې د پاره توئې شوه، هغه پولیس کانسٹیبل وو، هغه آئی بی انسپکٹر وو، هغه د دغې خاورې د سیکورټی ادارو رکن وو، هغه خپله وینه د خاورې د

پاره تویئ کړه او بیا د هغه د افسر د طرف نه هغه ته داسې جواب ملاویږی، دا د هغوی د ورثاء په زخمونو باندې د مالګې دوړولو مترادف ده، لهذا مونږ پرزور مذمت کوؤ د دغې سټیټمنټ او مونږ غواړو چې د ګورنمنټ د طرف نه د Representative د هغوی خدماتو ته خراج تحسین پیش کړی او دې هاؤس ته پولیس انکوائری رپورټ Within one week د راؤړولو او د هغوی د ملزمانو د ګرفتارئ په حواله باندې خپل انوسټی ګیشن رپورټ دې هاؤس ته Put کړی۔ شکریه جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان خان! شاہ فرمان خان Respond دے دیں اس کا، یہ وہ Respond کر لیں اس ایشو کو، اچھا یہ اس کے بعد۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ جناب سپیکر! آج ہاؤس کے اندر بڑی Important legislation اور Important resolutions پاس ہوئیں، جو مفتی غفور صاحب کی بات ہے، میں بالکل Agree کرتا ہوں اور اس کے اوپر ان کا بھی Input لیں گے، پولیس سے بھی بات کریں گے، جہاں پر کمی ہے، میں اس سیشن کے آج کا بزنس ختم ہوتے ہی مفتی صاحب کے ساتھ بات کروں گا اور ان کی Suggestion لوں گا اور یہ بالکل انہوں نے صحیح بات کی ہے، اگر کوئی کمی ہے تو حکومت یہ کمی نہیں چھوڑے گی، ختم کر کے رکھ دے گی۔ جو ریزولیوشن آنریبل ممبر لے کر آئے ہے، سعودیہ میں یا گلف میں جو کچھ ہو رہا ہے جناب سپیکر! فیڈرل ایشو ہے اور اس کے اندر دو بندے Involve ہیں، ہماری طرف سے ریزولیوشن چلی گئی لیکن چونکہ آنریبل ممبر کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے اور نیشنل اسمبلی میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی ایک Importance ہوتی ہے، دوسری طرف مسلم لیگ نون والے ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے بھی اس میں حصہ لیا، مجھے امید ہے کہ یہ اپنے طور پر پرائم منسٹر صاحب کو اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو Communicate کریں گے اور جب وہ دونوں Agree ہو جائیں گے تو میرے خیال میں یہ آسان ہو جائے گا، ہماری طرف سے ریزولیوشن تھی۔ جناب سپیکر! جو سب سے Important بات ہے، آج میں اس ہاؤس کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ (مداخلت) سمیع صاحب! آج گورنمنٹ کا بڑا Important دن ہے، لہذا میں آپ سے ریکوسٹ کرتا ہوں کہ آپ Concentrate کریں، اکبر صاحب، آج بڑا Important دن ہے، میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، آپ سے ریکوسٹ کرتا ہوں Concentrate کریں، آج احتساب کمیشن کا بل پاس ہوا، وہ جو گورنمنٹ کے اوپر

شکوک و شبہات تھے، بل آپ کے سامنے پڑا ہے، اس کے اندر دو باتیں محمد علی شاہ باچا نے Mention کیں، ایک ڈائریکٹر انٹرنل مانیٹرنگ کی کوالیفیکیشن، اس کے اوپر بات ہو سکتی ہے۔ دوسرا ان کا Apprehension یہ تھا کہ کوئی Ongoing scheme مستثنیٰ تو نہیں ہے، بالکل بھی نہیں ہے اور اگر وہ مزید تسلی چاہتے ہیں، کوئی اس کے اندر الفاظ کا ہیر پھیر ہے تو امنڈمنٹ بھی لا سکتے ہیں، صرف ہم چاہتے ہیں کہ Efficiency پہ اثر نہ پڑے اور Rectification کے چانسز ہیں تو وہ آئے لیکن احتساب کمیشن کے اختیارات کے حوالے سے، آج میڈیا کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، احتساب کمیشن کے اختیارات کے حوالے سے یہ بل، یہ قانون اور زیادہ مضبوط ہو گیا، یہ گورنمنٹ سے اور زیادہ آزاد ہو گیا اور اس پر ہم نے احتساب کمیشن کے کمشنر کا بھی Input لیا ہوا ہے اور وہی ٹیم بیٹھی ہوئی ہے جو ایکس ڈی جی کے ساتھ تھی اور ان کا بھی Input لیا ہوا ہے۔ آج میں یہ بات اسلئے On record رکھنا چاہتا ہوں جناب سپیکر! کہ اس کے اندر زرین گل امنڈمنٹ لے کے آیا ہے جو کہ ہم نے Incorporate کی ہے، سلیکٹ کمیٹی کے پاس یہ بل پڑا رہا، چیف منسٹر صاحب اس کو ہیڈ کرتا رہا، کوئی امنڈمنٹ نہیں لے کے آیا اور جو محمد علی شاہ باچا بات کر چکے ہیں، میں ان کو Assure کراتا ہوں کہ ان کے ساتھ بیٹھ کے بالکل وہ کام کریں گے کہ وہ مطمئن ہو لیکن یہ اب ایک آزاد احتساب کمیشن ہے، میں اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک آزاد احتساب کمیشن ہے، کل یہ کسی کو بھی پکڑ سکتے ہیں، یہ کسی کو بھی پکڑ سکتے ہیں، بل کے اندر قانون کی Spirit دیکھیں، جب کوئی پکڑا جاتا ہے تو پھر حکومت کے اوپر انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں، پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ Political victimization ہے، لہذا بل کے اوپر جو سلیکٹ کمیٹی کے اندر تھا، ہم نے پورا موقع دیا، سب کو موقع دیا اور آج بل پاس ہو گیا، لہذا میں اس ہاؤس کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں اس یاددہانی کے ساتھ کہ یہ پچھلے احتساب کمیشن سے زیادہ Powerful ہے، زیادہ Independent ہے، حکومت سے زیادہ آزاد ہے اور اس یاددہانی کے ساتھ کہ اللہ نہ کرے کہ یہ کسی کو پکڑ لے، یہ نہ کہ یہ آزاد ہے احتساب کمیشن اور کل کسی چور کو پکڑ لے اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ یہ حکومت کی Political victimization ہے۔ میں آخر میں اس ہاؤس کو اس Important بل کے پاس کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: سلطان، سلطان صاحب! ایک سیکنڈ، یہ ریزولیوشن پاس کرالیں تو پھر آپ کی ہم جوائنٹ ریزولیوشن ہے، وہ آپ سب کا ہماراوہ ہے چونکہ ہم ادھر بھی تھے، جو واقعہ ہوااس کے حوالے سے سلطان صاحب۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

Mr. Sultan Muhammad Khan: Thank you Mr. Speaker. Mr. Speaker, I request that the rule may be suspended so that this resolution may be presented before this honourable House.

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that rule 124, may be relaxed under rule 240, to allow the honourable Members, to move their resolution? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those who are against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Please, Sultan Sahib.

قرارداد

جناب سلطان محمد خان: جناب سپیکر! اس قرارداد پہ دستخط ہیں لیڈر آف دی اپوزیشن جناب لطف الرحمان صاحب کے، مسلم لیگ نون کے پارلیمنٹری لیڈر اورنگزیب نلوٹھا صاحب کے، پاکستان پیپلز پارٹی کے پارلیمنٹری لیڈر محمد علی شاہ باچا کے، پاکستان تحریک انصاف سے قلندری لودھی صاحب، جماعت اسلامی سے مظفر سید صاحب اور عوامی نیشنل پارٹی سے احمد خان بہادر صاحب کے۔ جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرتا ہوں۔

خیبر پختونخوا کا یہ معزز ایوان پچھلے دنوں رمضان المبارک میں حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر دہشتگردی کے واقعات کی شدید مذمت کرتا ہے۔ حرمین شریفین کی سرزمین تمام مسلم امہ کیلئے نہایت احترام اور مذہبی اہمیت رکھتی ہے اور خاصکر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ کے دلخراش واقعے سے سب مسلمانوں کے جذبات کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔ یہ ایوان اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ بطور مسلمان حرمین شریفین کی حفاظت ہم سب کا اولین فریضہ ہے اور اس ضمن میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! صرف دو الفاظ میں اس قرارداد کے ٹیکسٹ سے باہر کہنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! جیسے آپ بھی وہاں پر موجود تھے رمضان المبارک میں اور اس ہاؤس کے بہت ممبران بشمول میرے

عمرے کی سعادت کیلئے وہاں پر موجود تھے اور جب یہ واقعہ ہوا تو یہ ایک حقیقت ہے کہ دہشتگردی کے واقعات پوری دنیا میں آج کل اور خاصکر ہمارے پاکستان میں تو کئی سالوں سے چلتے آرہے ہیں لیکن اس واقعے سے تمام مسلمانوں کے جذبات کو بہت بڑا ٹھیس پہنچا ہے اور سب یہ سوچنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ آخر یہ لوگ کون ہیں جو ایسے مقدس مقامات کی طرف بھی غلط آنکھ اور غلیظ آنکھ سے دیکھنے کی جراءت کررہے ہیں؟ جناب سپیکر! دو دن بعد میں مدینہ منورہ گیا اس واقعے کے بعد لیکن مسلم امہ کے جذبات، مسلمانوں کے جذبات، اتنے حسین جذبات تھے کہ جب میں مدینہ منورہ گیا تو وہاں کے جو لوگ تھے، ان کے کہنے کے مطابق اور بھی زیادہ لوگ جو ہیں وہ مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے اور وہاں پر اپنا مذہبی فریضہ اور اپنی عقیدت اور احترام کے ساتھ جارہے تھے، تو جناب سپیکر! اس قراداد کا مقصد یہی تھا کہ اپنے جذبات کا اظہار کیا جائے، اس ہاؤس کی جذبات کا اظہار کیا جائے اور اس واقعہ پر غم وغصے کا اور درد کے جذبات کا اظہار کیا جائے اور اس ارادے کا اعادہ کیا جائے کہ ہم سب مقدس مقامات حرمین شریفین کی حفاظت کیلئے ہر وقت تیار ہیں، تھینک یو مسٹر سپیکر۔

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Members, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. Mr. Aurangzeb Nalotha Sahib!

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جی۔ جناب سپیکر صاحب! مولانا مفتی فضل غفور صاحب نے جو بات کی ہے، میں بھی اسی حوالے سے کچھ گزارشات یہاں پہ عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ پرسوں یکم اگست کو آئی بی انسپکٹر عثمان گل اپنی ڈیوٹی کیلئے جارہا تھا اور اسے ٹارگٹ کلنگ کرکے شہید کیا گیا۔ جناب سپیکر صاحب! اسی تھانہ یکہ توت میں 2015-16 میں دس آرمی افسران دوران ڈیوٹی شہید ہوئے۔ جناب سپیکر صاحب، سپیکر صاحب! میری طرف دیکھیں، دس آرمی افسران دوران ڈیوٹی شہید ہوئے۔ جناب سپیکر صاحب! اس تھانے کا ایس ایچ او، خیبر پختونخوا کی ماڈل پولیس کا ایس ایچ او تین سالوں سے ادھر بیٹھا ہوا ہے، تین سالوں سے اس تھانے میں بیٹھا ہوا ہے، دس افسران اس تھانے کی حدود میں شہید ہوئے، ملازمین دوران سروس شہید ہوئے، پولیس کے افسران شہید ہوئے، پولیس کے کانسٹیبلز شہید ہوئے، ابھی تک جناب سپیکر صاحب! کوئی کیس Investigate نہیں ہو سکا ، انتہائی افسوس کی بات ہے، انتہائی

دکھ کی بات ہے، جب یہ بیان کل کے اخبار میں شائع ہوا جناب سپیکر صاحب! ایس ایس پی آپریشن صاحب یہ Statement جاری کرتے ہیں، بہت شرم کی بات ہے کہ ٹارگٹ کلنگ اور بیشتر وارداتیں ذاتی تنازعات پر ہونے کا انکشاف ہے۔ یکم اگست کو عثمان گل شہید ہوا آئی بی کا انسپکٹر، تین اگست کو یہ Statement جاری کر رہے ہیں، ٹارگٹ کلنگ کا رنگ دیا جاتا ہے، تحقیقات میں صورتحال واضح ہو جاتی ہے، کتنے دکھ کی بات ہے جناب سپیکر صاحب! کہ آپ کا ایک انسپکٹر شہید ہوا، آپ کو چاہیئے تھا کہ آپ اس کے گھر جاتے، آپ اس کے بچوں کے ساتھ تعزیت کرتے، آپ ان کو دلاسہ دیتے، آپ کہتے ہیں کہ ذاتی رنجش کی وجہ سے ٹارگٹ کلنگ ہوئی ہے جی، ایک سال میں ایک تھانے میں جناب سپیکر صاحب! دس افسران کو، سرکاری ملازمین کو اپنی سروس کے دوران یا سروس پر جاتے ہوئے شہید کیا گیا۔ کے پی کے میں کتنے تھانے ہیں جناب سپیکر صاحب! اگر حساب لگایا جائے تو صوبے میں کتنے لوگ ٹارگٹ کلنگ کی وجہ سے شہید ہوئے ہوں گے؟ میں گزارش کرتا ہوں جناب سپیکر صاحب! وزیراعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، میں آئی جی خیبر پختونخوا، ماڈل پولیس کے آئی جی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ خدارا عمران خان صاحب تو آپ کی تعریف کر دیتے ہیں ادھر بیٹھ کے، یہاں پر کیا ہو رہا ہے، کیا ہو رہا ہے، آپ کا اپنا انسپکٹر شہید ہوتا ہے، آپ کہتے ہیں کہ جی یہ تو ذاتی رنجش کی بناء پر، کتنے افسوس کی بات ہے؟ اس کے جو لواحقین ہیں، ان کے زخموں کے اوپر نمک چھڑکا گیا۔ اس کے اوپر جناب سپیکر صاحب! میں گزارش کروں گا کہ وزیراعلیٰ صاحب نوٹس لیں، آئی جی خیبر پختونخوا بھی نوٹس لیں۔ دوسری بات سر! یہ ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ جو احتساب بل پاس ہوا، حکومت نے پاس کیا، اللہ کرے کہ صوبے کے چوروں کا، کرپٹ، ظالم لوگوں کا احتساب ہو، اگر محمد علی شاہ باچا یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ Ongoing سکیموں کے اوپر بھی احتساب کمیشن کو نہ روکا جائے، انہیں آزاد چھوڑا جائے، ٹھیک ہے ان کے پاس آج ٹائم نہیں ہے تو کل سہی۔ کیا اگر انہیں آزاد چھوڑا جائے اور وہ سکیمیں جاری رہیں اور وہاں پہ ناقص مٹیریل استعمال ہو گی تو پھر اس پراجیکٹ کو بنانے کا کیا فائدہ ہے؟ جناب سپیکر صاحب! میں منسٹر صاحب سے صرف چھوٹی سی بات پوچھنا چاہوں گا، منسٹر صاحب غصے کے بھی ماشاء اللہ اور دل کے بھی کھرے ہیں، اتنی بات مولانا فضل غفور صاحب کو کہہ دی کہ میں نے آپ کی بات سنی اور میں ہمدردانہ اس کے اوپر غور کروں گا، منسٹر صاحب! عثمان گل کو شہداء پیکج میں شامل کیا جائے، آئی بی کا انسپکٹر تھا، اس اسمبلی کے ایک ملازم کا بھائی ہے، میں صرف۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں بالکل، نلوٹھا صاحب بالکل آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن یہ ریزولیوشن سنٹر کو بھیجنا پڑے گی کیونکہ یہ سنٹر کا ایمپلائی تھا، بالکل چاہیئے، ریزولیوشن اس کے اوپر پاس کریں تاکہ اس کو Proper package ملے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: سر! میں بات کروں؟

جناب سپیکر: بسم اللہ، بسم اللہ۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: سر! میں صرف اتنی بات منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں، اللہ کرے یہ احتساب کمیشن خیبر پختونخوا سے کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں اللہ اس کو کامیاب کرے اور صوبائی حکومت کو بھی اللہ کامیاب کرے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان شاء اللہ۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: لیکن جناب سپیکر صاحب! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں صرف ضیاء اللہ آفریدی ایک کرپٹ منسٹر تھا؟ کیا ساجد سیکرٹری ہی صرف ایک سیکرٹری کرپٹ تھا؟ یہ باقی جو لوگ جنہوں نے اس صوبے کو دیمک کی طرح چاٹا ہے، ان کا احتساب کیوں نہیں ہو رہا ہے، کس نے احتساب کمیشن کے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں؟ میں صرف منسٹر صاحب سے چھوٹا سا یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈی جی احتساب کمیشن نے کیوں استعفیٰ دیا اور اگر شفاف احتساب کمیشن آیا، دوبارہ اس کی طرف قدم ہم نے آگے بڑھا دیئے ہیں، دوسرے ڈی جی کو واپس لایا جائے، شاید وہ اس میں بہتری لانے میں کامیاب ہو۔ جناب سپیکر صاحب! ہم میں سے کوئی بھی کسی جماعت کا کوئی ممبر کرپشن کے حق میں نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کرپشن ختم ہو، کرپشن ختم ہو لیکن یہ زبانی باتیں کرنے سے کام نہیں بنے گا، اس کیلئے آپ کو عملی طور پہ احتساب کمیشن کا ساتھ دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: دوسری بات۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نماز کا ٹائم بھی ہے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: بیرسٹر صاحب نے، بیرسٹر صاحب نے جو قرارداد پیش کی اور ہمارے دوست نے، ثناء اللہ صاحب نے اور آپ نے بھی Comments دیئے ہیں بالکل ان شاء اللہ میں اس کیلئے جس طرح آپ نے حکم دیا ہے، میں Meeting arrange کروں گا۔ چونکہ یہ پورے پاکستانیوں کا مسئلہ ہے

اور واقعی پاکستانیوں کے ساتھ وہاں پہ ناروا سلوک رکھا جا رہا ہے، ہم سب مل کر ان شاء اللہ اپنے ان پاکستانیوں کی مدد کریں گے۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی (وزیر معدنیات): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میڈم انیسہ زیب۔

وزیر معدنیات: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کروں گی کہ آج اتنے سخت ایجنڈا میں بھی آپ نے مجھے، یہ ایک Acknowledgment جو میں کرنا چاہ رہی ہوں، اس کو پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! سب کی یاداشت کو تازہ کرنے کیلئے یہ یاد دلانا چاہ رہی ہوں کہ کل 04 اگست ہے اور میں یہ اپنی جو Acknowledgment ہے، یہ کل پیش کرتی لیکن چونکہ مجھے پتہ لگا کہ کل اجلاس نہیں ہے اسلئے آپ سے اجازت مانگی، کل یوم شہداء اس صوبہ میں بہت انتہائی عزت اور احترام سے منایا جا رہا ہے، کل وہ دن ہے جس دن اس صوبے کے ایک نامور سپوت، ایک بہادر اور جری پولیس آفیسر جناب صفوت غیور خان نے جام شہادت نوش فرمایا، ان کے ساتھ ہی جناب سپیکر! اس صوبہ میں اب تک 2628 قابل، جری، بہادر، دلیر اور وطن پرست پولیس افسران اور جوانوں نے اپنی جانیں ملک کی دفاع اور صوبے کی بقاء کیلئے پیش کیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی میڈم، پلیز۔

وزیر معدنیات: جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کی وساطت سے اپنے تمام معزز اراکین کے Behalf پہ آج ان تمام شہداء کو، ان کے جذبہ حریت اور قومیت پر خراج تحسین اور داد شجاعت پیش کرنا چاہ رہی ہوں۔ جناب سپیکر! صفوت غیور خان شہید کے متعلق میں بتاؤں کہ انہوں نے جس وقت جس دن 04 اگست 2010 کو جام شہادت نوش کیا، وہ اپنے دفتر سے بغیر کسی پروٹوکول کے نکل رہے تھے حالانکہ ان کی جان کو سخت خطرہ تھا لیکن اس کے باوجود بھی ان کی ہمیشہ سے ایک سوچ تھی کہ پولیس کا کام اور Law Enforcement Agencies کا کام عوام کو Protection دینا ہے اور انہوں نے اپنے اس چیز کو عملی طور پر ثابت کیا اور وہاں پہ جب ان پر وہ خودکش حملہ ہوا اور وہ یہاں سے ہم سے اس دار فانی سے رخصت ہوئے تو اس چیز کی کمی آج تک پولیس کے جوان اور افسر اور اس صوبے کے عوام خاص طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ اسی طرح دیگر جو عظیم شخصیات، عظیم فوجی افسران اور جوان، میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کیلئے یہ ضروری ہے، اس ہاؤس کیلئے کہ ہم انہیں آج خراج تحسین پیش کریں۔ کل یوم شہداء میں

ان کی جو تقریب ہو گی ان کی یاد میں، اس میں سارے مل کر جائیں، ان کیلئے ایک طرف دعا تو ضروری ہے، دلوں سے دعا دیں لیکن ان کی اس بہادری کے اور ان کے اس ولولے اور ان کی دلیری کے یہ جو نمونے ہیں، وہ اپنی اگلی نسلوں کے ذہنوں سے ہرگز فراموش نہ کرنے دیں، یہی ہم سب کی اس وقت میں سمجھتی ہوں کہ فرض ہے کہ جو ہم نے پورا کرنا ہے اور اسلئے جب انتہائی ایک ایسی زینت پہ جو اپنے کیریئر کی زینت پہ انہوں نے آئی جی ناردرن ایریا اس وقت جو گلگت بلتستان نہیں تھا، اس کے طور پہ انہوں نے انتہائی مشکل Crises حل کیئے، انہوں نے بطور ڈپٹی کمانڈنٹ نیشنل پولیس اکیڈمی میں اپنا بہت بڑا Role ادا کیا، انہوں نے سی سی پی او کے طور پر یا ایس ایس پی آپریشنز کے طور پر پشاور میں انہوں اپنی نامور بہادری کے نمونے چھوڑے اور آخر میں کمانڈنٹ ایف سی کے طور پہ انہوں نے بیش بہا ایسے اقدامات کیئے جس سے اس صوبے کی سیکورٹی بہتر سے بہترین ہوئی۔ جناب سپیکر! میں انہی الفاظ کے ساتھ ایک مرتبہ پھر اپنے تمام شہداء کو اور ان کی قربانیوں کو سلام پیش کرنا چاہوں گی اور میں چاہوں گی کہ ہم سب کل انتہائی عزت اور احترام لیکن ولولے سے یہ یوم شہادت ضرور منائیں اور ان کے حق میں دعا کریں، بہت شکریہ۔

Mr. Speaker: The sitting is adjourned till 03:00 pm afternoon of Friday 05th August, 2016.

(اجلاس بروز جمعة المبارک مورخہ 05 اگست 2016ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)